قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 18۔اپریل 2020ء | 24 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 94

ارشادِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَ رِیۡشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ ﴿۲۷﴾ (الاعراف:27)

ترجمہ: اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے۔ اور رہا تقویٰ کا لباس! تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

فرمانِ رسول ﷺ

اعمال کا دارومدارنیتوں پر ہے

حضرت عمر بن الخطابؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جس کی وہ نیت کرے اس لئے جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو ، اسے اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل ہو گی لیکن جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کی نیت سے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے ارادہ سے ہو ، اس کی ہجرت اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی ۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب مَنۡ ھَاجَرَاَوۡعَمِلَ خَیۡرًا لِتَزۡوِیۡجِ امۡرَأَۃٍ فَلَہٗ مَانَوٰی)

فرمان خلیفہ وقت

دینی تعلیم پر عمل کرنے والے بنیں

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”آج دنیا اس قدر مادیت میں گھر چکی ہے کہ دین کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ دنیا کے عمومی اعداد و شمار ہمیں بتاتے ہیں کہ ان ترقی یافتہ ممالک میں بیس پچیس فیصد سے زیادہ لوگ نہیں ہیں جو اپنے آپ کو دین سے منسوب کرتے ہیں اور جو دین سے منسوب کرتے بھی ہیں وہ بھی عملاً دین پر عمل کرنے والے نہیں ہیں۔ بڑی تیزی سے نہ صرف خدا تعالیٰ سے دور جا رہے ہیں بلکہ دین سے دور جا رہے ہیں بلکہ خداتعالیٰ کے وجود کے ہی انکاری ہیں۔ صرف اور صرف دنیا ان کا مطمحِ نظر ہے اور مسلم دنیا جو ہے اگر ہم اسے دیکھیں تو ان کی اکثریت بھی دینی تعلیم سے دور ہے، بدعات میں گھری ہوئی ہے۔ کہنے کو تو مسلمان ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک موقع پر فرمایا ہے کہ بڑے زور سے یہ کہتے ہیں کہ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں لیکن عمل نہیں ہیں۔(ماخوذ از ملفوظات جلد3 صفحہ 371) آپ علیہ السلام کے زمانے سے اگر آج کا مقابلہ اور موازنہ کیا جائے تو اَور بھی بری حالت ہو چکی ہے۔ اسلامی اخلاق اور تعلیمات سے دور جاچکے ہیں......... بہرحال ہمیں اس سے غرض نہیں ہے کہ یہ کیا کر رہے ہیں لیکن ہمیں اس بات سے ضرور غرض ہے اور ہونی چاہیے کہ دنیا کو آگ میں گرنے سے بچائیں، دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے دکھائیں لیکن اس کے لیے یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا ہم اپنے آپ کو اس کے لیے تیار پاتے ہیں؟ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والا بنا رہی ہیں؟ کیا ہمارے عمل اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے ہیں یا ہم بھی باوجود اپنے آپ کوحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ منسوب کرنے کے دنیا کے لہو و لعب، کھیل کود اور دل بہلاووں اور بدعات کو دین پر ترجیح دے رہے ہیں۔“

(لجنہ سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ فرمودہ3۔اگست 2019ء)

اس شمارہ میں

- ازدواجی زندگی میں رسول کریم ﷺ کا کامل نمونہ
- اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما
- مساجد میں نماز کا مسئلہ اور آنحضورؐ کی امتیازی شان کا عالمگیر اظہار
- تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں
- احمدیت کا وہ رنگ جو ہم نے انشاءاللہ ہمیشہ قائم رکھنا ہے
- کرونا اوراستغفار
- مکرمہ مسرت ماجد

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

ہماری تعلیم ۔ 6

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں کون حقیقتاً شامل ہے

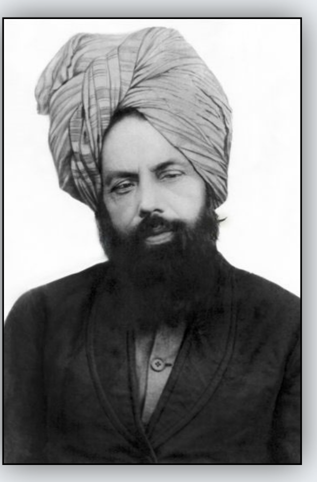

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

” ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کرلی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بدعملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بد نظری سے اور خیانت سے رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرّف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہّد خدمت سے لا پروا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ18-19)

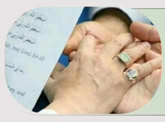

دربارِ خلافت

سود کی ممانعت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سؤر کھانے کی تو بھوک کی حالت میں، اضطرار کی حالت میں جب انسان بھوک سے مر رہا ہو، اجازت ہے لیکن سود کی تو بالکل اجازت نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو سود پر قرض لینے والوں کو بھی اس زمرہ میں رکھا ہے جو خدا سے جنگ کرتے ہیں اور سود پر قرض دینے والا تو کھڑا ہی خدا کے حکم کے خلاف ہے۔

بعض لوگ اپنا پیسہ، اپنی رقم معین منافع کی شرط کے ساتھ کسی کو دیتے ہیں کہ ہر ماہ یا چھ ماہ بعد یا سال بعد اتنا منافع مجھے ادا ہو گا۔ تو یہ بھی سود کی ایک قسم ہے۔ یہ تجارت نہیں ہے بلکہ تجارت کے نام پر دھوکہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سود کی جو تعریف فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ’’ایک شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے۔‘‘ ایک اور جگہ فرمایا یا کسی کو رقم دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے، تو فائدہ مقرر کرنا یا منافع مقرر کرنا سود کی شکل ہے۔ آپؑ نے فرمایا ’’یہ تعریف جہاں صادق آوے گی وہ سود کہلاوے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 160)

پس اس تعریف کے لحاظ سے منافع رکھ کر یعنی پہلے سے منافع معین کرکے کسی کو قرض دینا یا رقم دینا یا تجارت میں لگانا، یہ سب چیزیں سود ہیں۔ نفع نقصان پہ جو آپ لگاتے ہیں جو اسلام کا حکم ہے وہ ٹھیک ہے، وہ جائز ہے، وہ تجارت ہے۔ تو ایسے لوگ جو تجارت اور سود کو ایک ہی طرح سمجھتے ہیں، قرآن نے ان کو سخت غلطی خوردہ بتایا ہے اور ایسے لوگوں کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنۡ جَآءَہٗ مَوۡعِظَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ فَانۡتَہٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمۡرُہٗۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ (البقرہ:276) کہ وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہوتے مگر ایسے جیسے وہ شخص کھڑا ہو جسے شیطان نے اپنے مس سے حواس باختہ کر دیا ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے کہا یقیناً تجارت سود ہی کی طرح ہے جبکہ اللہ نے تجارت کو جائز اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پس جس کے پاس اس کے ربّ کی طرف سے نصیحت آ جائے اور وہ باز آ جائے تو جو پہلے ہو چکا وہ اسی کا رہے گا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اور جو کوئی دوبارہ ایسا کرے تو یہی لوگ ہیں جو آگ والے ہیں۔ وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

پس یہ نقشہ ہے سُود لینے والوں کا کہ مفت کی کمائی سے ان کے دل اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ دوسرے کے جذبات کا خیال نہیں رہتا۔ اگر ایک غریب کسان یا مزدور اپنی فصل خراب ہونے کی وجہ سے یا گھر کے بعض غیر معمولی اخراجات ہونے کی وجہ سے قرض واپس نہیں کر سکا تو ایسے شخص کو اس غریب کا کوئی خیال نہیں ہوتا جس کا سُود لینے پر دل سخت ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کو صرف اپنے پیسے سے غرض ہوتی ہے اور اگر نہیں ادا کر سکتے تو پھر اس رقم پرسُود دَر سُود چلتا چلا جاتا ہے اور غریب پستا چلا جاتا ہے۔

پس قرآن کریم میں مسلمانوں کے لئے یہ جو حکم ہے کہ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اسلام مواخات کے ذریعے سے، بھائی چارے کے ذریعہ سے امن اور سلامتی پھیلانا چاہتا ہے اور مواخات کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب غریب کا خیال رکھا جائے، اس پر بلاوجہ کا بوجھ نہ ڈالا جائے، بلکہ آسان شرائط پر اس کی ضرورت پوری کی جائے۔ بلکہ زیادہ مستحسن یہ ہے کہ ایسے لوگ جن کا پیسہ پڑا رہتا ہے وہ اپنے پیسے کو رکھنے کی بجائے لوگوں کے ساتھ جن میں کاروباری صلاحیت ہو، کاروبار میں لگائیں۔ بعض مسلمان ملکوں میں اب غیر سودی قرض کی سہولتیں دی جا رہی ہیں بلکہ یہاں بھی اسلامک بینکنگ(Islamic Banking) کے نام سے غیر سودی قرضے متعارف ہو رہے ہیں (گو ابھی اس کی ابتدا ہی ہے) اور ہمارے احمدی، احمد سلام صاحب، جو ڈاکٹر سلام صاحب کے بیٹے ہیں، انہوں نے بلا سودی بینکاری پر کافی کام کیا ہے۔ تو ان مغربی ممالک میں بھی ایسے احمدی جن میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ بنک کی شرائط پوری کرتے ہیں اور کاروبار بھی کرنا جانتے ہوں یا ان کے کچھ کاروبار ہوں تو انہیں اپنے کاروبار اس طرح کے قرض لے کر بنانے اور بڑھانے چاہئیں۔ اس طرح جہاں وہ سود سے پاک کاروبار کریں گے وہاں اللہ تعالیٰ کی برکتوں کو سمیٹنے والے بھی ہوں گے اور اپنے معیار زندگی کو بہتر بنانے والے بھی ہوں گے۔ ان میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی استطاعت بھی بڑھے گی۔ اگر ایسا کاروبار ہو گا جس میں ملازمین رکھنے کی گنجائش ہے تو ملازمین رکھ کر چند بے روزگاروں کو روزگار بھی مہیا کر رہے ہوں گے۔ یہاں اب اس طرف کافی توجہ پیدا ہو رہی ہے، شاید یورپ اور اور جگہوں میں بھی ہو، اس لئے احمدیوں کو بھی اس طرف کوشش کرنی چاہئے۔‘‘ (خطبہ جمعہ مؤرخہ 15جون 2007ء)

مناجات

’’اب انتظامِ دفعِ بلیّات چاہئے
اپنے خدا سے روز ملاقات چاہئے

ہے ان دنوں احاطۂ آفات میں زمیں
اب اہتمامِ خاصِ عبادات چاہئے

دھرتی سے آج کل ہوا آکاش بھی نِراش
اب رت جگا برائے مناجات چاہئے

سہمے ڈرے ہوئے ہیں سبھی ساکنانِ ارض
ہونی وبائے خوف کو اب مات چاہئے

اللہ تیری ذات ہے رحمان اور رحیم
چوکھٹ سے تیری خیر کی خیرات چاہئے

مسموم ہوگئی ہے بہت ہی ہوائے دہر
کافور و زنجبیل کی سوغات چاہئے

مرجھا رہے ہیں پھول اور کلیاں اداس ہیں
گلشن میں اب بحالئ حالات چاہئے

دن چاہئے جو دین کی خدمت میں ہو بسر
اور ’’قدر‘‘ والی رات جیسی رات چاہئے

مانا گناہگار ہیں بندے تیرے تو ہیں
بس عفو تجھ سے دافعِ آفات چاہئے

کشکول ہیں دعاؤں کے مولیٰ ہمارے ہاتھ
نظرِ کرم اے صاحبِ شفقات چاہئے

تُو کُن کہے تو قادرا انہونیاں بھی ہوں
تیرا یہی سلوکِ کرامات چاہئے

آدم کو جو سکھائے تھے اَسماء انہیں کی پھر
اے ربِّ کائنات شروعات چاہئے

ناچیز اک حقیر سا بندہ ہوں میں ظفر
سر پہ ترا امان والا ہات چاہئے

مبارک احمد ظفر۔لندن

تبرکات

حضرت مولانا جلال الدین شمس

ازدواجی زندگی میں رسول کریم ﷺ کا کامل نمونہ

چونکہ تمدن عالم کی اساس اور بنیاد تمام تر ازدواجی زندگی پر منحصر ہے۔ اس لئے بنی نوع انسان کے لئے اسوۂ کاملہ وُہی شخصیت ہوسکتی ہے جو اپنی متاہلانہ زندگی کا بہتر سے بہتر نمونہ پیش کرے بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جو نوعِ بشر کے لئے زندگی کے ہر شعبہ میں کامل نمونہ تھے ،ازدواجی زندگی کا جو اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے، وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔

ازدواجی زندگی کی اساس

ایک مفکر اور صاحبِ بصیرت انسان جس نے انسانی فطرت کی گہرائیوں پر غائر نظر ڈالی ہواور اس کے اَمیال و عواطف کا بنظرِ عمیق مطالعہ کیا ہو، خوب جانتا ہے کہ تأہّل اور ازدواج کی اساس محبت ہے ۔اس کے بغیر ازدواجی زندگی ایک بےاساس مکان کی مانند ہے۔ یہی محبت ہے جو مرد و عورت کے فطری جذبات و احساسات کو ابھارتی اور دونوں کو ایک وجود کی طرح بنا دیتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی میں اس کا پورا ثبوت ملتا ہے اور حضور ﷺ کی ازدواجی زندگی میں جلوۂ محبت ممتاز طور پر نظر آتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ جو عمر میں تمام اَزواج مطہرات سے خُورد سال تھیں اور جن کی نسبت انسانی عقل اپنے تجربہ و مشاہدات کی بناء پر یہی کہے گی کہ اُن میں اور اُن کے بزرگ سال شوہر میں محبت و الفت کا وہ رابطہ جو دو ہم عمر میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے، قائم نہ ہوا ہوگا مگر جب ہم تاریخ و احادیث پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو انسانی عقل کو اس بارے میں غلطی پر پاتے ہیں۔کیونکہ صاف طور پر نظر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہؓ کے مابین محبت و مودّت کا رشتہ ایسا مضبوط و استوار تھا کہ نظیر ملنی ناممکن ہے۔ حضرت عائشہؓ کے وہ محبت آفرین کلمات جو حضورؐ کے وصال کے بعد وقتاً فوقتاً ان کی زبان سے صادر ہوئے اس شدید محبت کے آئینہ دار ہیں جو اُن کو حضورؐ کی ذات گرامی سے تھی۔ حضرت عائشہؓ کے یہ کلمات ازدواجی زندگی کا نہایت ہی خوش نما اور دِلربا نقشہ پیش کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ گلاس پر اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیتے جہاں میں نے منہ لگا کر پانی پیا ہوتا ۔ ایک اور روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ نے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا ۔ اے عائشہ ! جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو مجھے تمہاری ناراضگی کا علم ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ! آپؐ یہ کس طرح معلوم کرلیتے ہیں ۔حضور ﷺ نے فرمایا : جب تم خوش ہوتی ہوتوگفتگو میں قسم کھاتے وقت وَرَبِّ مُحَمَّدٍ کہتی ہو مگر جب ناراض ہوتی ہو تو وَرَبِّ اِبْرَاھِیمَ کہتی ہو۔ حضرت عائشہؓ نے کہا صرف حضور ﷺ کے نام کو چھوڑتی ہوں لیکن دل میں حضور ﷺ کی محبت بدستور قائم رہتی ہے۔ یہ واقعہ بھی حضرت رسول مقبول ﷺ کی ازدواجی زندگی کا نہایت پاکیزہ نمونہ پیش کرتاہے ۔

اسلام سے قبل عورت کو نہایت ذلیل وحقیر سمجھا جاتا تھا لیکن ہمارے ہادیٔ کامل اور رہبرِ اعظم ﷺ نے فرمایا ۔خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کہ تم میں سے بہتر وہی شخص ہے جس کا اپنے اہل و عیال سے عمدہ سلوک ہو ۔جس کا اپنی رفیقۂ حیات سے جو ہر وقت عُسر یُسر میں اس کا ساتھ دیتی ہے عمدہ سلوک نہیں وہ نیک نہیں۔ ایک شخص دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب ہی کر سکتا ہے جب اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ کیونکہ باطنی حالات اور خوبیوں کے معلوم کرنے کا معیار اس کا اپنا اہل ہے ،جس کے ساتھ وہ ہر وقت رہتا ہے۔ باہر کے لوگوں کے ساتھ چند گھنٹوں کے لئے اس کا واسطہ پڑتا ہے ،اس لئے اُن کے ساتھ اُس کے معاملات و تعلقات کو اس کی طبعی خوبیوں کے اظہار کا محک نہیں بنایا جاسکتا۔

ازدواجی زندگی کے متعلق نہایت نازک وقت

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ ازدواجی زندگی کی بناء محبت پر ہے۔ اس محبت کو قطع کرنے والا سب سے تیز اَوزار عصمت پر حرف لانے والا اتہام ہے۔ خدا نخواستہ جب ایسی صورت پیدا ہو جائے تو یہ ایک ایسا نازک وقت ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑے انسان کی عقل چکرا جاتی ہے۔ دماغی توازن قائم نہیں رہتا اور جذبۂ غیرت بدظنی کے ساتھ مل کر عقل پر پردہ ڈال دیتا ہےاور سابقہ تعلقات محبت کو نسیاً منسیاً کرکے ازدواجی زندگی کو یکسر تباہ و برباد کر دیتا ہے ۔ ایسے مشکل ترین حالات کے لئے بھی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پاک نمونہ پیش کر کے دُنیا کی کامل رہنمائی کی ہے۔

رامچندر جی کا واقعہ

میں آنحضرت ﷺ کے اس مقدس نمونہ کا ذکر کرنے سے قبل ہندوستان کے ایک نہایت مقدس اوتار شری رامچندر جی مہاراج کا ایک واقعہ بیان کرکے بتاتا ہوں کہ انہوں نے ایسے نازک وقت میں اپنی رفیقۂ حیات سے کیا سلوک کیا۔ رامائن والیکی میں لکھا ہے کہ رامچندر جی مہاراج کو جب 12 سال کا بَن باس ہوا تو اُن کی بیوی سیتا جی نے اپنے عزیزوں کی شدید مخالفت کے باوجود اپنے شوہر رامچندرجی سے جُدا ہونا پسند نہ کیا اور کہا کہ میں اسی میں خوش ہوں کہ اپنے پتی کی شریک غم رہوں ۔چنانچہ اُنہوں نے شری رامچندر جی کے ساتھ رہ کر جنگلات میں شدید سے شدید دُکھ اُٹھائے ۔ آخر ایک جنگ کے دوران میں لنکا کا راجہ راون اُن کو پکڑ کر لے گیا۔ لنکا فتح ہونے کے بعد جب راون مارا گیا اور رامچندر جی مہاراج اپنے بَن باس کی مدت ختم کر کے وطن میں واپس آئےاور بادشاہ بنے تو سیتا جی کے لئےبےقرار ہوئے۔ تلاش کے بعدہنومان اُن کو لنکا سے لایا۔ اُن کے آنے پر لوگوں میں طرح طرح کی باتیں ہونے لگیں اور کہا گیا کہ چونکہ یہ مدت تک راون کے قبضہ میں رہی ہیں اس لئے راون کے ساتھ اُن کے بُرے تعلقات قائم ہوئے ہوں گے۔

رامائن کے بیانات

اس پر رامچندر جی نے لوگوں کے اعتراضات سے متاثرہوکر سیتاجی سے مخاطب ہوکر کہا۔

”اگرچہ عصمت پر داغ نہیں ہے مگر لوگوں کی زبان رُک نہیں سکتی ۔ وہ ضرور عیب کی نگاہ سے دیکھیں گے جس طرح اندھے کو چراغ نہیں دکھائی دیتا اسی طرح جب تک یہ بدنما دھبّہ دور نہ ہو گا ، ہم تمہارا منہ نہیں دیکھ سکتے ۔ تم جہاں چاہو چلی جاؤ ہم کو تم سے کچھ سروکار نہیں ۔ایسا کون ہوگا جو عالی خاندان ہو اور اس کی عورت مفقودالخبر ہواور پھر وہ اس کو انگی کار کر لے ۔ پھر تم سے تو راون کا بدن چھوا ہے، تمہارا ساتھ کس طرح دو ں ہر گز قبول نہیں کر سکتا ۔“

(رامائن والیکی صفحہ 903 ترجمہ افق لکھنوی)

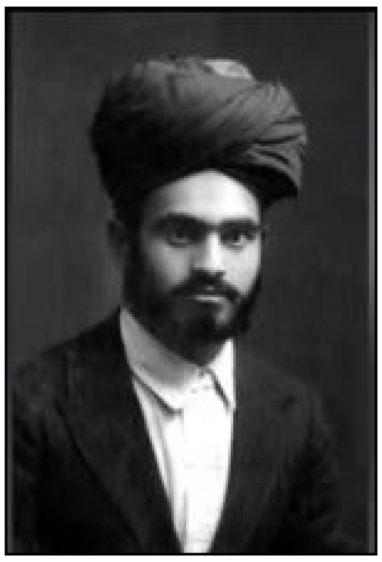

”سیتا جی نے عقد نکاح کے وقت کے عہدوپیمان یاد دلائے۔ پھر لچھمن جی سے مخاطب ہوئیں کہ مہربانی کرکےچِتا بناؤ اسی وقت جل بُھن کر مر جاؤں گی۔ مجھ پر سری مہاراج نے جھوٹا کلنک لگایا ہے ۔ لچھمن نے چِتا بنائی اور سری سیتا رامچندر کے گرد گھوم کر بولیں کہ سوائے سری مہاراج کے اگر میں نے کسی کو بُری نگاہ سے دیکھا یا کسی سے محبت جتائی ہو تو یہ آگ مجھ کو بھسم کردے اور نہیں تو میں اپنے تت دھرم کی بدولت ابھی نکل آتی ہوں۔“ (صفحہ 904)

”جانکی آتشکدہ میں جھو نکی گئیں۔ چونکہ اُن کی عصمت میں دھبّہ نہ آیا تھا ، پاک تھیں ،آگ سے ایک رُواں بھی نہ جلا۔ آکاش بانی بھی ہوئی کہ سیتابے قصور ہے۔ سورج اور چاند نے بھی اُن کی پاکدامنی کی شہادت دی ۔دیوتا اور بڑے بڑے رشیوں کا بھی خیال رہا کہ سیتاجی بے خطا ہیں۔ جب ہم نے چھان لیا تب اجودھیا میں لائے۔ زبان کسی کی روکی نہیں جا سکتی۔ کسی شخص کا خیال ایسا بھی ہے کہ سیتا راون کے گھر میں رہی ہیں بچ نہ سکی ہوں گی .... میرا دھرم تو جاتا رہا ہاں بچاؤکی ایک صورت ہے کہ جانکی جی کو چھوڑ دوں تو دھرم قائم رہ سکتا ہے۔ بھائی سومترے رتھ منگا کر جانکی کو جنگل میں چھوڑ آؤ“ (صفحہ 982)

لچھمن جی جب چھوڑ کر آنے لگے تو سیتا جی نے قسم دے کر کہا کہ مہاراج نے مجھے کس نگاہ سے دیکھا۔ لچھمن نے سر جھکا کر کہا کہ راجسبھا میں بیٹھے تھے، آپ کا ذکر خیر آیا مگر اکثر لوگوں کی زبانی آپ پر کلنک کے دھبّے سنے گئے ۔ مہاراج نے مجھے آگیا دی کہ سیتا کے چال چلن پر لوگوں کو خیال ہے اس لئے جانکی جی کوگنگا اُس پار جہاں رشّیوں کے اشتھان ہیں چھوڑ آؤ۔ لچھمن جی کی گفتگو سُن کر کلیجہ پاش پاش ہو گیا۔“

رامچندر جی کا نمونہ

مندرجہ بالا واقعات سے ظاہر ہے کہ رامچندر جی مہاراج نے لوگوں کی جھوٹی افواہ کو برداشت نہ کیا اور اپنی پاکدامن رفیقۂ حیات کو جُدا کر کے اس کے معصوم جذبات کو بُری طرح پامال کیا۔ جس نے مصائب و آلام کے زمانہ میں ان کا ساتھ دیا تھا۔ ان کے ہر دکھ درد میں شریک رہی تھی۔ محض لوگوں کے کہنے پر اُس کو گھر سے نکال دیا۔ اس سلوک سے سیتا جی کے دل پر جو کچھ گزری اور ان کے قلب حزین پر ہموم وغموم کے جو بادل چھائے۔ قلم ان کے بیان کرنے سے عاجز ہے۔اس طرح رامچندر جی نے اپنے اتباع کے لئے اپنی ازدواجی زندگی کا جو نمونہ پیش کیا۔وہ یہی تھا کہ اپنی بیوی پر کوئی جُھوٹی تہمت لگائے تو باوجود اس تہمت کو جھوٹا سمجھنے کے اُسے علیحدہ کر دینا چاہئے۔

رسول کریم ﷺ کا واقعہ

لیکن اس کے مقابلہ میں بانیٔ اسلام سیدالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ ہو کہ ایسے ہی نازک وقت میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کیا۔

سری رامچندر جی مہاراج کی طرح حضورؐ کو بھی اسی قسم کے ایک واقعہ سے دوچار ہونا پڑا ۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک جنگ میں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھی ۔آتے ہوئے مدینہ کے قریب لشکر نے پڑاؤ کیا ۔ میں قضائے حاجت کے لئے لشکر سے دُور چلی گئی۔ جب واپس آئی تو گلے کا ہار میں نے گم پایا ۔اس کی تلاش میں پھر وہیں گئی ۔اتنے میں لشکر نے کُوچ کیا اور اُونٹوں کے سائق ہودج رکھ کر اونٹوں کو لے کر چل دیئے۔ چونکہ میں اُن دنوں چھوٹی اور ہلکی پھلکی تھی۔ اُونٹ والے یہ سمجھ کر کہ میں ہودج میں ہوں اُونٹ لے گئے۔ جب میں نے جائے قیام پر کسی کو نہ پایا ۔تو حیران و ششدر رہ گئی اور یہ خیال کر کے کہ جب وہ مجھے قافلہ میں گم پائیں گےتو یہاں آکر تلاش کریں گے ۔ انتظار کرنے لگی اورمجھ پر نیند آگئی کہ صفوان بن معطل سلمی جو قافلہ کے پیچھے پیچھے آتا تھا تاکہ گری پڑی چیز لیتا آئے۔ میرے پاس آیا اور مجھے پہچان کر اس نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا۔ ا س کی آواز سے میں بیدار ہوئی اور منہ پر پردہ ڈال لیا۔ بخدا سوائے اِنَّا لِلّٰہ کے میں نے اس کے منہ سے اور کوئی بات نہیں سنی اور نہ اُس نے مجھ سے کوئی بات کی۔ اُس نے اپنی سواری کو بٹھایا اور میں اس کے پیچھے سوار ہوگئی اور دوپہر کے وقت ہم لشکر میں آکر مل گئے۔

منافقوں نے اس موقع پر حضرت عائشہؓ صدیقہ پر تہمت لگائی اور مدینہ میں اسے مشہور کر دیا ۔بعض نیک صحابہؓ بھی منافقین کی چال میں آگئے۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خدا داد عقل سے کا م لے کراس معاملہ کی تحقیق شروع کی اور حضرت عائشہؓ کے متعلق لوگوں سے شہادتیں لیں کہ ان کے اخلاق و عادات کیسے ہیں۔ جب شہادتوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرت عائشہؓ شروع ہی سے نیک اور پاکدامن ہیں اور خُدا نے بھی سورۂ نور کی دس آیات حضرت عائشہؓ کی برأت کے لئے نازل کیں۔تب حضورؐ نے جھوٹی تہمت لگانے والوں کو مجرم قرار دیا اور اپنی پاک دامن عصمت مآب بیوی کی پاکدامنی کا حتمی ثبوت پیش کرکے عورتوں کو ہمیشہ کے لئے ظلم سے بچا لیا اور دُنیا کو بتادیا کہ ایسے نازک وقت میں صنف نازک کے جذبات کو پامال نہ کیا جائے بلکہ تحقیق کر کے صحیح فیصلہ کیاجائے اور سُنی سنائی باتوں پر اعتبار کرکے عورت پر ظلم وستم کے پہاڑ نہ گرائے جائیں۔

عظیم الشان فرق

جس وقت سیتاجی پر الزام لگایا گیا۔ اس وقت رامچندر جی مہاراج بادشاہ تھے۔ باوجُود اس کے کہ مقدس دیوتاؤں نے سیتاجی کی پاکدامنی کی شہادتیں دیں اور رامچندر جی کو آکاش بانی (الہام)کے ذریعہ بھی بتایا گیا کہ سیتا جی پاکدامن ہیں لیکن باوجود اس کے مہاراج رامچندرجی اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات سے مرعُوب اور متأثر ہوکر سیتا جی کو محض لوگوں کے طعنوں کی وجہ سے جُدا کرنے پر آمادہ ہو گئے اور نیک و معصوم بیوی کو جُدا ہی کردیا ۔اب اُس کے مقابلہ میں جس وقت حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت بادشاہ تھے لیکن حضورؐ نے باقاعدہ عدالتی تحقیق کرکے صحیح بات دریافت کی اور حضرت عائشہؓ کو پاکدامن ثابت کیا کیونکہ مقدس لوگوں نے ان کی پاکدامنی کی شہادت دی اور الہام کے ذریعہ خُدانے انہیں معصوم ٹھہرایا۔ تب آپؐ نے اپنی اور اپنی نیک بیوی کی عزت اسی میں سمجھی کہ حق کو دُنیا میں قائم کیا جائے اور جھوٹی افواہوں کی بناء پر ناانصافی نہ کی جائے ۔ ازدواجی زندگی کا یہ روشن نمونہ آپؐ ہی نے دُنیا میں قائم کیا۔صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (الفضل قادیان 25 نومبر 1934ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

عبدالباسط شاہد۔لندن

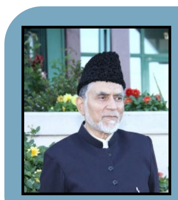

خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت، اس پر ایمان و ایقان اور اس کے نتیجہ میں حاصل ہونے والا توکل و اعتماد دعا کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ خدائی فضلوں اور احسانات کا مورد بننے کے لئے رحمتوں اور برکتوں کو جذب کرنے کےلئے دعا ہی مفید و کارآمد ہے۔ نیک مقاصد کا حصول بھی اس کے بغیر ممکن نہیں۔

دین کی اشاعت اور غلبہ کو اپنا بنیادی مقصد قرار دینے اور اس کے حصول کی خاطر دعا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’اے ہمارے ربّ تیرے بھولے بھٹکے بندوں کو ہم تیرے آستانہ پر لاسکیں۔ سب سے پہلے اپنے نفس کو۔ پھر اپنے اہل و عیال کو پھر دوستوں کو پھر ساری دنیا کے لوگوں کو جو صرف نام کے بندے ہیں تیرے حقیقی بندے بنا سکیں۔ جن کے دل سیاہ ہیں ان کے دل سفید کردیں۔ تاکہ قیامت کے روز ان کے چہرے کالے نہ ہوں۔ بلکہ بے عیب و روشن ہوں۔ تو ہم سے خوش ہو جائے کہ ہم تیرے گمراہ بندوں کو تیرے آستانہ پر لائے اور ہم تجھ سے خوش ہوں کہ تو ہم سے راضی ہوگیا... میں دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے ساتھ مل کر اسی طرح جس طرح میں نے ابھی کہا ہے دعا کریں۔ بےشک اپنے لئے بھی دعا کریں مگر دین کی اشاعت اور غلبہ کےلئے ضرور دعا کریں تا اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہو ۔‘‘

(الفضل یکم جنوری 1942ء)

اپنی اولاد اور جماعت کےلئے ایک جامع دعا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’اے میرے ربّ! تو کتنا پیارا ہے۔ نامعلوم میری موت کب آنے والی ہے اس لئے میں آج ہی اپنی ساری اولاد اور اپنے سارے عزیز و اقارب اور احمدیہ جماعت تیرے سپرد کرتا ہوں۔ اے میرے ربّ تو ان کا ہو جا اور یہ تیرے ہو جائیں۔ میری آنکھیں اور میری روح ان کی تکلیف نہ دیکھیں۔ یہ بڑھیں اور پھلیں اور پھولیں اور تیری بادشاہت کو دنیا میں قائم کر دیں اور نیک نسلیں چھوڑ کر جو ان سے کم دین کی خادم نہ ہوں تیرے پاس واپس آئیں۔‘‘ (سیرت ام طاہر صفحہ 276)

قبولیت دعا اور تائید الٰہی کا ایک نہایت لطیف واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’اصل بات یہ ہے کہ دلیری بڑی چیز ہے تم موت کےلئے تیار ہو جاؤ موت تم سے بھاگنے لگے گی۔ جیل خانوں کےلئے تیار ہو جاؤ تو مارنے والے تم سے دور بھاگنے لگیں گے۔ پس دلیر بن جاؤ اور یقین رکھو کہ ہر چیز تمہاری خادم ہے اور تمہیں کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اسی کی طرف ... اشارہ ہے کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ نہ صرف ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔یعنی چونکہ ہم آگ سے ڈرتے نہیں اس لئے آگ نہ صرف ہماری غلام بلکہ ہمارے غلاموں کی بھی غلام ہے۔ سچی بات یہ ہےکہ جب کوئی قوم یہ فیصلہ کرلیتی ہے کہ ہم نے کسی سے نہیں ڈرنا تو تمام قومیں اس سے ڈرنے لگتی ہیں پس اپنے دلوں سے بزدلی نکال دو اور یاد رکھو کہ جس دن تم نے بزدلی دور کردی اسی دن تمام قومیں تم سے ڈرنے لگیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں بھی کرو۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہو رہے ہوں اس وقت ایسے ایسے رنگ میں دعائیں قبول ہوتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے ابھی چند دن پہلے کا واقعہ ہے مجھے ایک مشکل درپیش تھی اور میرے ذہن میں اس کا کوئی حل نہ آتا تھا۔ طبیعت میں ایک قسم کی گھبراہٹ تھی اور میں حیران تھا کہ کیا کروں۔ دل میں خیال آیا میں نے کاغذ اور قلم رکھ دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی میرے پاس اس مشکل کا کوئی حل نہیں اور میرے واہمہ میں بھی نہیں آتا کہ میں اس کا کیا حل نکالوں تو خود ہی اپنے فضل سے میری رہبری فرما۔ صرف ایک منٹ میں نے دعا کی ہوگی ۔ پھر میں اپنے کام میں مشغول ہوگیا ۔ابھی پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ وہ مشکل جس کاحل میرے واہمہ میں بھی نہیں آتا تھا حل ہوگئی۔ یعنی پانچ منٹ کے اندر ہی میرے دروازے پر دستک ہوئی اور جس مشکل کی وجہ سے میں گھبرا رہا تھا اس کا حل حاصل ہو گیا۔ پس جو اللہ تعالیٰ کے حضور گرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اعانت کرتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد کا پورا یقین ہونا چاہئے اور جس وقت یقین سے دعا کی جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سے رد نہیں کی جاتی بلکہ قبول ہو جاتی ہے۔‘‘ (الفضل 11جون1931ء)

اپنے ایک خطاب کے آخر میں دعا کی تلقین کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا:

’’پس میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اپنی عظمت اور اپنے جلال اور اپنی بے انتہا قدرتوں کا مظہر بنادے اور اس کی شان اور عظمت تمام دنیا اور اس کے ہر گوشہ میں ظاہر ہو۔ اور خدا تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے لئے اور اس کے دین کی خاطر اپنا سب کچھ اس کی راہ میں قربان کردیں اور ہماری نسلوں کو بھی توفیق عطا فرمادے اور کوئی وسوسہ ہمیں اس سے جدا نہ کرسکے۔ وہ ہمارا ہو اور ہم اس کے ہو جائیں۔آمین۔‘‘ (الفضل 3جنوری1925ء)

تقسیم ملک سے قبل قادیان کے آخری جلسہ سالانہ کی افتتاحی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خدا تعالیٰ سے اس طرح التجا کی:

’’ہمارا ذہن اور ہماری ذمہ داری ہمیں اس طرف بلاتی ہے کہ باوجود اس کے وعدوں کے ہم اپنی کمزوریوں اور بے بسیوں کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور جھک جائیں اور اس سے التجا کریں کہ اے ہمارے ربّ تو نے ہمیں ایک ایسے کام کےلئے کھڑا کیا ہے جس کے کرنے کی کروڑواں اور اربواں حصہ بھی ہم میں طاقت نہیں۔ اے ہمارےرب تو نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر تم اپنے غلام سے کوئی ایسا کام لو جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو خود اس کے ساتھ مل کر کام کرو ورنہ اس سے ایسا کام نہ لو۔ اےہمارے رب تو نے جب اپنے بندوں کو جن کی طاقتیں محدود ہیں یہ حکم دیا ہے کہ کسی کے سپرد کوئی ایسا کام نہ کرو جو اس کی طاقت سے بالا ہو تو اے ہمارے رب تیری شان اور تیرے فضل اور تیری رحمت سے ہم کب یہ اُمید کرسکتے ہیں کہ تو ایک ایسا کام ہمارے سپرد کرے گا جو ہماری طاقت سے بالا ہو گا لیکن خود ہماری مدد کے لئے آسمان سے نہیں اُترے گا۔ یقیناً اترے گا اور ہماری مدد کرے گا اور ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو ہماری کمزور حالت کو دیکھتے ہوئے اپنے فضلوں کو بڑھاتا جا۔ اپنی رحمتوں کو بڑھاتا جا۔ اپنی برکتوں کو بڑھاتا جا یہاں تک کہ ہماری ساری کمزوریوں کو تیرے فضل ڈھانپ لیں اور ہمارے سارے کام تیرے فضل سے اپنی تکمیل کو پہنچ جائیں تاکہ تیرے احسانوں میں سے ایک یہ بھی احسان ہو کہ جو کام تو نے ہمارے سپرد کیا تھا اسے تو نے خود ہی سرانجام دے ۔ کام تیرا ہو اور نام ہمارا ہو۔آؤ ہم اپنے رب سے یہ دعا کریں کہ خدا اپنی رحمتوں اور اپنے فضلوں اور اپنی برکتوں کے دروازے ہم پر کھول دے۔‘‘ (الفضل 1946-12-27)

چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ افریقہ

مساجد میں نماز کا مسئلہ اور آنحضور ﷺ کی امتیازی شان کا عالمگیر اظہار

جب ایک بہت بڑے لشکر کے خیمے ایک وسیع وعریض میدان میں میلوں تک پھیلا دیئے جائیں اور اندھیری رات میں ہر خیمے کا اپنا الاؤ روشن ہو تو یہ ایک عجیب بارعب نظارہ ہوگا۔ جسے دیکھ کر ہر کوئی مرعوب ہوتا ہے۔ اگر یہی پھیلاؤ کرہ ارض پر کر دیا جائے تو تصور کیجئے کہ کیسا شاندار اور منفرد منظر وجود میں آئے گا۔

وبا کے اِن دنوں میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک غیر معمولی خصوصیت اور امتیازی شان کا اظہار ہورہا ہے۔ اس سے پہلے اجتماعی صورت میں عالمگیر سطح پر کبھی ایسا منظر پیدا نہیں ہوا۔ ایک ایسی تصویر پینٹ ہوئی ہے جس کا نظارہ چشم تصور میں ہی کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ معاملہ عشق و محبت کا ہے اور عشق کی آنکھ سے ہی نظر آنے والا ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے پانچ ایسی باتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ اوّل مجھے ایک مہینے کی مسافت کے اندازے کے مطابق خدا داد رعب عطا کیا گیا ہے۔ دوسرے میرے لئے ساری زمین مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔ تیسرے میرے لئے جنگوں میں حاصل شدہ مال غنیمت جائز قرار دیا گیا ہے، حالانکہ مجھ سے پہلے وہ کسی کے لئے جائز نہیں تھا۔ چوتھے مجھے خدا کے حضور شفاعت کا مقام عطا کیا گیا ہے۔ اور پانچویں مجھ سے پہلے ہر نبی صرف اپنی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا لیکن میں ساری دنیا اور سب قوموں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔
(بخاری کتاب الصلوۃ : 438)

ہمارا موضوع سید ولد آدم حضرت محمد ﷺ کو عطا ہونے والی دوسری امتیازی شان پر بات کرنا ہے۔ میرے لئے ساری زمین مسجد اور طہارت کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کے لوگ اس خصوصیت میں شریک نہیں ہیں۔ یقیناً آج مختلف النوع مذاہب کی عبادت گاہیں جگہ جگہ قائم ہیں لیکن عام طور پر عبادات کے لئے اپنی اپنی عبادت گاہ کا رخ کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو یہ خصوصیت عطا ہوئی کہ ساری زمین آپ کے لئے اور آپ کے طفیل امت مسلمہ کے لئے پاک کر دی گئی اور اسے مسجد کا درجہ عطا ہوا۔ جو جہاں بھی ہے۔ عبادت کر سکتا ہے کوئی روک نہیں۔ گویا حدود و قیود سے باہر ہر لحہ و ہر آن کسی بھی جگہ عبادت بجا لا سکتے ہیں۔

اس عظیم الشان خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

’’رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں۔ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً۔ ساری دنیا میرے لئے مسجد بنا دی گئی ہے۔ اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ اسلام میں گرجوں اور مندروں کا طریق نہیں ہر جگہ انسان عبادت کر سکتا ہے۔ مسجد صرف اجتماع کی جگہ ہے ورنہ مساجد عبادت کے لئے مخصوص نہیں اور یہ نہیں کہ مسجد سے باہر عبادت نہیں ہو سکتی جیسا کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریق ہے کہ ان کے نزدیک مندروں اور گرجوں سے باہر عبادت نہیں ہو سکتی۔ اگر کسی جگہ مسجد نہ ہو اور کوئی مسلمان سفر کر رہا ہو تو جس جگہ نماز کا وقت آجائے وہی جگہ مسجد اور جگہ عبادت گاہ ہو جائے گی۔‘‘ (خطبہ جمعہ 10 جنوری 1936ء)

ساری دنیا ہمارے خدا کا گھر ہے

ساری زمین کو مسجد کہے جانے کی حکمت اور اس کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں :

’’مسجد ایک خدا کا گھر بھی ہے جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً کے یہ معنی بھی ہیں کہ جس طرح سارے لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں اور وہاں چھوٹے بڑے امیر غریب کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ اسی طرح رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے ملکوں کا کوئی امتیاز نہیں۔ جس طرح مسجد خدا کا گھر کہلاتی ہے اسی طرح ساری دنیا ہمارے خدا کا گھر ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 10 جنوری 1936ء)

منفرد خصوصیت جو دنیا کی کسی امت میں نہیں ہے

یہ منفرد اور امتیازی شان جو صرف اسلام میں پائی جاتی ہے، کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’دوسری بات جو خصوصیت سے آنحضور ﷺ نے اپنے بارے میں فرمائی وہ یہ تھی کہ ’’ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنا دی گئی ہے۔‘‘ ساری زمین کے پاک ہونے سے مراد یہ نہیں کہ زمین کا وہ حصہ جہاں گند پڑا ہو وہ بھی پاک ہے۔ مراد یہ کہ ہر جگہ صاف جگہ دیکھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اور ہر گندی جگہ بھی طبعی عمل کے ذریعہ رفتہ رفتہ خدا تعالیٰ کی طرف سے صاف کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ مٹی میں صفائی کی خاصیت موجود ہے۔ مٹی پاک کر دیا کرتی ہے۔ اسی لئے تیمّم میں بھی مٹی کی طرف رجوع کرنے کا فرمایا ہے۔ پس فرمایا ساری زمین میرے لئے پاک کر دی گئی ہے اور یہ جو خصوصیت ہے دنیا کی کسی اور امت میں آپ کو دکھائی نہیں دے گی کہ ساری زمین ان کی عبادت کے لئے پاک قرار دی گئی ہو۔‘‘ (الفضل انٹرنیشنل 16 اپریل 1999ء)

خصوصی بارانِ رحمت

ربِّ کائنات نے یہ جو خصوصی امتیاز آنحضرت ﷺ کو عطا فرمایا دراصل یہ آپ ﷺ کے رحمۃٌ للعالمین ہونے کے ایک اور پہلو پر روشنی ڈالنے والا تھا۔ یہ اظہار تھا اس بات کا کہ ایک اور زاویے سے بھی آپ کی رحمت زمان و مکان تک ممتد ہونے والی ہے۔ اس پہلو کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں:

’’یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت ﷺ کو خصوصی رحمت عطا ہوئی ہے۔ اس لئے کہ آپ رحمۃٌللعالمین تھے اور اس رحمت کا عطا ہونا اس کا لازمی حصہ ہے۔‘‘
(الفضل انٹرنیشنل 16 اپریل 1999ء)

عبادت گزاروں کی جماعت دنیا کے کناروں تک

جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِداً۔ یعنی ساری زمین کو آپ کے لئے مسجد بنا دیا گیا ہے کی امتیازی شان میں ایک پیش خبری بھی تھی۔ اس میں یہ اظہار بھی تھا کہ عبادت گزاروں کی جو جماعت حضرت محمد ﷺ پیدا کرنے والے ہیں وہ زمین کے چپے چپے پر مالک کائنات کے حضور سر بسجود ہو کر اپنے سجدوں کے نشان چھوڑنے والی ہے۔ اگر آپ کے ماننے والوں نے کرہ ارض کے ہر کونے میں عبادات بجا لانے کی خاطر پہنچنا ہی نہیں تھا تو پھر اس منفرد خصوصیت کی کوئی شان باقی نہیں رہتی۔ یہ ٹائٹل جو صرف آپ ﷺ کو عطا ہوا۔ پیشگوئی کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے اور آج عالمگیر سطح پر اجتماعی طور پر ایک اور انداز سے اس کا ظہور ہو رہا ہے۔

حالیہ کرونا وائرس وبا کے دنوں میں دیکھتے ہی دیکھتے ایسی صورت حال پیدا ہوگئی کہ جس کا تصوّر بھی کبھی کسی نے نہیں کیا ہو گا۔ خدا تعالیٰ کی نہاں در نہاں حکمتوں کے تحت آج پندرہویں صدی ہجری میں ایک عجیب رنگ میں ساری زمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے مسجد بنا دی گئی ہے۔... ان ایام میں شاید کسی نے یہ نہ سوچا ہو کہ اس تکلیف کی حالت میں سے ایک پہلو یہ بھی نکلنے والا ہے کہ اسلام کا منفرد مقام ظاہر ہونے والا ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کو عطا ہونے والی خصوصیات میں سے ایک کا اظہار بہت کھل کر الگ شان سے پورا ہونے والا ہے۔

کورونا وائرس کی وبا پھوٹ پڑی تو اس کو روکنے کا فوری حل اجتماعات سے کنارہ کشی تجویز ہوا۔ ایک انسان سے ایک سے دو میٹر کا فاصلہ اختیار کرنے کا طبّی مشورہ دیا جانے لگا۔ پوری دنیا میں سرکاری غیرسرکاری تقریبات پر پابندی لگ گئی۔ کھیلوں کے بڑے بڑے عالمی قومی اور مقامی اجتماعات منسوخ ہو گئے۔ شادی بیاہ، منگنی، عقیقہ حتّٰی کہ جنازوں کے اجتماعات بھی ممنوع قرار پائے۔ کرۂ ارض پر انسان خود اختیار کردہ تنہائی پر مجبور ہوا۔ نئی اصطلاحات وجود میں آگئیں۔ چند دنوں اور ہفتوں میں عالمی طورپر زندگی کے رنگ ڈھنگ بدل کے رہ گئے۔ اجتماعی زندگی سے دوری کی بات ہوئی تو عبادت گاہوں کے اجتماعات بھی اس ذیل میں آئے اور ایک کے بعد دوسرے ملک میں تمام مذاہب کی عبادت گاہیں بند ہوتی چلی گئیں۔ خانہ کعبہ کا طواف بند کرنا پڑا۔ صَلُّوا فِی رِحَالِکُمْ کے حکم کی اجتماعی تعمیل کا وقت آگیا۔ یہ اعلان کسی ایک شہر یا گاؤں تک محدود نہیں رہا بلکہ پوری دنیا میں اس کی گونج سنائی دینے لگی۔ عبادت گزار مساجد سے نکل کر گھروں تک محدود رہ گئے۔ مساجد کو رِیَاضُ الْجَنَّۃ سمجھ کر خوب چرنے والے مومنین اور اِنْتِظَارُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ کی عملی تصویر بنے حقیقی عبادت گزاروں کو یہ حالات بہت تکلیف دینے لگے۔ مسجد میں جانا مجبوراً بند ہوا تو گویا کائنات سمٹنے کا احساس ہونے لگا۔

ایسے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کی طرح بروقت عالم اسلام کی رہنمائی فرمائی اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

’’افراد جماعت کو بھی میں یہ کہوں گا کہ جہاں حکومت نے اس بیماری کی وجہ سے مسجد میں آنے پر پابندی لگائی ہے یا پابندی تو نہیں لگائی یہاں مثلاً یو۔کے میں یہ ہے کہ انفرادی طور پر مسجد میں آ کر نماز پڑھ سکتے ہیں یا چند فیملی ممبران بھی آکر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن فاصلہ اتنا ہو کہ آپس میں قریبی رابطہ نہ ہو لیکن اس کے باوجود باجماعت نماز اس طرح نہیں پڑھی جا سکتی کہ سارے اکٹھے ہو کے آئیں۔ تو ایسی صورت میں گھروں میں احباب جماعت کو چاہئے کہ باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور جمعہ بھی گھر کے افراد مل کر پڑھیں اور ملفوظات میں سے یا جماعتی کتب میں سے یا حضرت مسیح موعودؑ کی دوسری کتب میں سے یا الفضل میں سے یا الحکم سے یا کسی اور رسالے سے کوئی بھی اقتباس پڑھ کر خطبہ دیا جا سکتا ہے اور گھر کے افراد میں سے کوئی بالغ لڑکا یا مرد جمعہ بھی پڑھا سکتا ہے اور نمازیں بھی پڑھا سکتا ہے۔‘‘
(خصوصی پیغام، الفضل انٹرنیشنل 31 مارچ 2020ء)

بیت الدعا کی رونقیں بڑھانے کا وقت

ایسے وقت میں جب مساجد میں باجماعت نمازیں عارضی طور پر بند کرنا پڑی ہیں تو یہ وقت گھروں میں نمازوں کے قیام کا آگیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا بھی یہ طریق تھا کہ گھر میں کوئی ایک جگہ عبادت کے لئے مخصوص کرتے۔حضرت یعقوب علی عرفانیؓ فرماتے ہیں:

1903ء کا واقعہ ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے۔ہم نے سوچا ہے کہ عمر کا اعتبار نہیں ہے۔ 70سال کے قریب عمر کے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت معلوم نہیں۔ خدا جانے کس وقت آجائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی پڑا ہے ۔ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوتی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں ہے۔ لہٰذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دعا کی کہ اس مسجد البیت اور بیتُ الدعا کو امن اور سلامتی اور اَعداء پر بذریعہ دلائلِ نیّرہ اور براہینِ ساطعہ کے فتح کا گھر بنا۔"

عشق الٰہی کے روشن الاؤ

جیسا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ہم ان دنوں میں عبادت گاہوں کو سجدوں سے تر بتر کرکے عشق ومستی کے الاؤ روشن کر دیں۔ ہر گلی محلہ میں نہیں، ہر گھر میں نماز باجماعت کی شمع جلنے لگی ہے ۔ جہاں ہماری مساجد معاشرے میں مینارہ روشنی ہیں اب وہاں ایک ایک گھر چراغ راہ بن گیا ہے۔ چشمِ تصور اس عجیب روحانی منظر کو دیکھ کر حیران ہے کہ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسجِداً ۔ کی یہ تعبیر تو وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ اللہ کرے ہماری عبادتیں عنداللہ مقبول ہوں اور کرّہ ارض پر گھر گھر جلے یہ چراغ ایک مرعوب نظارہ بن جائیں جس کا تعلق آپ ﷺ کی دوسری امتیازی شان "مجھے ایک مہینے کی مسافت کے اندازے کے مطابق خدا داد رعب عطا کیا گیا ہے"۔سے بھی ہو ۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے بداثرات سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے اور ہر احمدی کو ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور اپنی روحانی حالت کو بھی بہتر کرنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور دنیاکے لیے بھی دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو توفیق دے کہ وہ بجائے دنیاداری میں زیادہ پڑنے کے اور خدا تعالیٰ کو بھولنے کے اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچاننے والے بھی ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 6 مارچ 2020ء)

آج ہم بزبانِ حال و قال یہ التجا کریں کہ مولیٰ کریم تیرے حکم کے مطابق تیرے محبوب بندے ﷺ کی امتیازی شان کا جو عالمگیر اظہار کا موقع تو نے عطا کر دیا ہے ۔ جس کے ہم سب گواہ بن گئے ہیں ۔ ہماری ان سجدہ گاہوں کو گھروں میں بنی ان مساجد یعنی بیت الدعا کو امن اور سلامتی کا ذریعہ بنا دے ۔ جلد حالات ٹھیک کر دے تو جہاں مساجد آباد ہوں گی وہاں ہر گھر میں روشن ہونے والے یہ چراغ بھی روشن رہیں ۔ ہماری درد مندانہ التجائیں سن۔ ہماری فریادوں کو رائیگاں نہ جانے دے۔ اور ساری انسانیت کو اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔

مضمون نگار اور شعراء سے گزارش

روزنامہ الفضل لندن آن لائن آپ کا اپنا مؤقر روزنامہ ہے۔آپ اس اخبار کی اپنے علم، قلم اور سوچ سے معاونت کرتے ہیں۔فجزاکم اللہ خیراً

دیکھا یہ گیا ہے کہ بعض مضمون نگار اور شعراء اپنی تحریر Mail یا Whatsapp کےذریعہ بھجوا کربعد میں تصحیح کرنے کے میسج بھجوانے شروع کردیتےہیں،بالخصوص شعراء کی طرف سے پیغام آتے ہیں کہ یہ مصرعہ بدل دیں۔اس لفظ کی جگہ یہ لفظ لکھ دیں یا یہ تبدیلی کرلیں۔

اعلان ہٰذا کے ذریعہ الفضل کے لئے تمام لکھنے والوں سے یہ گزارش کی جاتی ہے کہ اپنے مضمون،آرٹیکل یا منظوم کلام کو سوچ وبچار اوراللہ تعالیٰ سے مدد مانگ کر اپنے ہاں فائنل کر کے بھجوائیں۔آپ کی طرف سے Raw Mate-rial آنے کے بعد قارئین کرام کیلئے روحانی اورعلمی مائدہ تیار ہونےتک میٹریل مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔جیسے اخبار کا حصہ بنانے کیلئے نوک پلک درست کرنے اور آرٹ کا مرحلہ ہے۔پھر اخباری شکل دینے کے مرحلہ سے گزرکر اخبار میں جگہ پانے کیلئے اپنی باری کا انتظار کرتا ہےاور پھر باری آنے پر اخبار میں لگ کر پھر ایک بارپروف ریڈنگ کیلئے جاتا ہے اور ان تمام مراحل پر مختلف ٹیمیں اپنے فرائض ادا کررہی ہوتی ہیں۔اس لئے آپ کی طرف سے درستگی کا کوئی پیغام آنے پر مضمون یامنظوم کلام کا پتہ کروانا کہ وہ کس مرحلہ میں ہے،مشکل امر ہے۔لہٰذا مکرر درخواست ہے کہ مضمون یا نظم کسی صاحبِ علم،صاحبِ قلم یا صاحب ذوق سے خود درست کرواکر بھجوائیں۔

یہاں مضمون نگاروں اور شعراء کی خدمت میں یہ درخواست کرنی بھی ضروری سمجھتاہوں کہ بعض لکھنے والے بھجواکر سمجھتےہیں کہ میرا مضمون یا نظم فوری لگ جائے۔ ایک کمپوزڈ مضمون قریباً15دن Processمیں لیتا ہے۔ پھر باری میں لگ جاتاہے۔بعض مضامین اور منظوم کلام کو موقع و محل کے مطابق منتخب کر لیاجاتاہے۔جیسےیوم مسیح موعودؑ، یوم مصلح موعودؓ،یوم خلافت وغیرہ ۔ بعض مضامین/نظم وقت کی ضرورت کی وجہ سے جلد جگہ پالیتے ہیں۔ ادارہ کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کو ملنے والے ہر مضمون/نظم کو کانٹ چھانٹ کر کے اس کی نوک پلک درست کرکے قابل اشاعت بناکر بطورِ مائدہ قارئین کی خدمت میں پیش کردیاجائے۔آپ سے درخواست ہے کہ مائدہ تیار کرنے والی تمام ٹیم کواپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور مضمون یا نظم بھجواتے وقت اپنانام اورمقام لکھنا نہ بھولیں اور مضامین ونظمیں

Word (Docs)یا Inpage

میں ہونے ضروری ہیں اور کمپوز کرنے کے بعد خود بھی اس کو پڑھ کر غلطیاں لگا دیں نیز مضمون/نظم ایک دفعہ ہی بھجوائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم وقلم میں برکت ڈالے۔آمین(ایڈیٹر)

ناصرہ ایوب۔جرمنی

تربیت اولاد اور ہماری ذمہ داریاں

وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ہَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان:75)

ترجمہ:اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

" اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنے اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو اور صرف کھانے، پینے، پہننے تک اپنی توجہ کو محدود نہ رکھو۔ اس کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے اور ایسے ذرائع پر غور اور عمل کرنا چاہئے۔"

پھر فرماتے ہیں۔

"اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داری کو خاص طور پر سمجھو اور ان کو دین سے غافل اور بددل اور ست بنانے کی بجائے چست، ہوشیار،تکلیف برداشت کرنے والے بناؤ اور دین کے مسائل جس قدر معلوم ہوں ان سے ان کو واقف کرو اور خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی محبت، اطاعت کا مادہ ان کے اندر پیدا کرو۔ اسلام کی خاطر اور اس کی منشاء کے مطابق اپنی زندگیاں خرچ کرنے کا جوش ان میں پیدا کرو۔اس لئے اس کام کو بجالانے کے لئے تجاویز سوچو اور ان پر عمل درآمد کرو۔" (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول صفحہ 52،53)

ہم الحمدللہ احمدی خواتین لجنہ اماءاللہ جو خلیفۃ المسیح کی اطاعت کا دم بھرتی ہیں یہ وہ مبارک تحریک جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 15دسمبر1922ء کو لجنہ اماءاللہ کے سامنے رکھی ان میں سے صرف دو باتوں کو خاکسار نے اس مضمون کا حصہ بنایا ہے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت کرتے وقت اپنی خداداد صلاحیت سے پورا زور لگا کر ابتداء سے وہ سب کچھ بچوں میں پیوست کرنے کی پوری پوری کوشش کریں اپنی سستیاں دور کریں، پہلے دین کے مسائل خود سیکھیں، اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مسیح موعود اور خلفاء کرام کی محبت کے بارے میں چھوٹے چھوٹے واقعات پڑھیں بچوں کو سنائیں اور اپنی عملی زندگی میں اس پر کاربند بھی ہوں تاکہ بچوں کو ہمارے قول وفعل میں تضاد نظر نہ آئے۔

بچے بہت ذہین ہوتے ہیں وہ سب جانتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ کے دینی حالات کیسے ہیں۔

اگر ماں باپ نمازی اور پرہیزگار ہیں تو بچے خودبخود تھوڑی کوشش سے دین کی طرف مائل ہوں گے اور اگر ماں باپ دین سے لاپرواہ ہیں تو بچے ان سے زیادہ دین سے دور نظر آتے ہیں یا الا ماشاء اللہ جس کی اللہ خود مدد فرمائے۔

اپنی بہنوں سے درخواست کرتی ہوں کہ کھانا ، پینا، سونا اور نسل بڑھانا تو جانور بھی کرتے ہیں ہمیں ہمارے خدا نے انسان بنایا پھر مسلمان بنایا اس سے بڑھ کر ہمارے بزرگوں نے اس مشکل زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہدی موعود پر ایمان لا کر ہم پر احسان کیا۔ کیا ہم ان کی محبتیں اپنی سستی کی وجہ سے ضائع کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر نیک بات کو سننے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خالد سیف اللہ خان ۔ آسٹریلیا

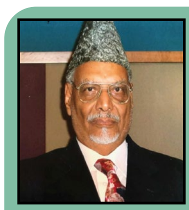

احمدیت کا وہ رنگ جو ہم نے انشاء اللہ ہمیشہ قائم رکھنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ احمدی خواہ کسی قوم وملک کے ہوں انہیں چاہئے کہ ان سب پر احمدیت کا ایک ہی رنگ چڑھا ہوا ہو۔

یہ امر اتنا اہم ہے کہ ہم سب کے غوروفکر کا متقاضی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی مذہب یا فرقہ جب بین الاقوامی حیثیت اختیار کرتاہے تو ہر ملک و قوم کے افراد اپنا اپنا مخصوص سماجی،اخلاقی اور روحانی رنگ اور رسم و رواج اور سوچ کے انداز ساتھ لے کرآتے ہیں ۔ آہستہ آہستہ وقت کے ساتھ ان کے مذہبی رسومات اورعقائد تک ہر جگہ پر مختلف ہوجاتے ہیں ۔ عیسائیت، بدھ مت اور یہودیت وغیرہ کے حالات پر غور کرکے یہ بات واضح ہوجاتی ہے۔ خود مسلمانوں کے فرقے بھی بے شار بدعات کا شکار ہو چکے ہیں جن کی فہرست خاصی لمبی ہے۔

ہر کلچر میں بعض باتیں اچھی ہوتی ہیں جن کو اختیار کر لینے کا آنحضرت ﷺ نے حکم دے رکھاہے۔ چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ”حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے اُسے چاہئے کہ جہاں بھی اُسے پائے لے لے کیونکہ وہی اس کا بہتر حقدار ہے“

(چالیس جواہر پارے از حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 115)

مغربی معاشرہ میں ایسی کئی باتیں ہیں جن کا قرآن وحدیث میں ذکر ہے لیکن مسلمانوں نے ان کو بھلا دیا ہے یا بگاڑ دیا ہے ۔ مثلاً اُن کی مذہبی آزادی ہے جس کی حضرت مسیح موعودؑ نے بھی تعریف فرمائی ہے پھر انسانیت کا اکرام اور اس کے حقوق ہیں۔پھر علم کی جستجو اور ترویج، غرباء ، کمزوروں، بوڑھوں، بیکاروں،بیماروں اور طالبعلموں وغیرہ کی دیکھ بھال کے لئے سوشل سیکیورٹی کاانتظام ،عہد اوروعدوں کا پاس وغیرہ یہ سب دراصل ہم مسلمانوں ہی کی میراث ہیں ۔ ہمیں اپنا نے میں کوئی حجاب نہیں ہونا چاہئے۔ ان کی زبانیں بھی سیکھنی چاہئیں اور لباس اپنانے میں بھی کو ئی حرج نہیں ۔ اگر وہ سردی گرمی سے بچاؤ اور زینت کا موجب ہواور حیا کے تقاضے پورے کرتا ہو ۔ان کے حلال کھانے بھی خدانے ہمارے لئے جائز قرار دے رکھے ہیں لیکن ان کی جوباتیں خدا اور رسول کی تعلیم کے برخلاف ہیں اور ایمان کے لئے سمّ قاتل ہیں ۔ہم پابند ہیں کہ ان سے ہر سماجی دباؤکے باوجود مجتنب رہیں ۔ ہم ایسی باتیوں کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے ورنہ ہم خدا کی نظروں میں مومن نہیں رہ سکتے۔ ہم سب فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ایسی باتیں کونسی ہیں۔مثلاً بے محابا جنسی آزادی ، جنسی اختلاط ،بے حیائی خواہ لباس میں ہو،رسالوں، انٹرنیٹ، ٹی وی وغیرہ کی ہو یا کسی اور شکل میں ۔ شراب اور دوسرے نشے ،جوا ،مادہ پرستی اورحد سے زیادہ محبّ مال و جاہ، آرام طلبی وشخصی آزادی وغیرہ ۔

1924ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے مغربی ممالک کا سفر کیا توحضرت مسیح موعودؑ کے خادم خاص حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانیؓ بھی آپ کے قافلہ میں شامل تھے۔ جب حضور نے یورپ کے مذکورہ بالا حالات کو خود دیکھا تو آپ نے غم اور درد سے بھرپور ایک خط لندن سے قادیان جماعت کے نام ارسال فرمایا۔حضرت بھائی صاحبؓ لکھتے ہیں ۔

”خط میں آپ نے لکھا تھا کہ ہمارا فرض ہے کہ اس مصیبت کے آنے سے پہلے اس کا علاج سوچیں ۔ اے قوم! میں ایک نذیر کی طرح تجھے متنبّہ کرتاہوں کہ اس مصیبت کو کبھی نہ بھولنا۔ اسلام کی شکل کو کبھی نہ بدلنے دینا۔ جس خدا نے مسیح موعودؑ کو بھیجا ہے وہ ضرورکوئی راستہ نجات کا نکال دے گا۔ پس کوشش نہ چھوڑنا ، نہ چھوڑنا۔ آہ! نہ چھوڑنا۔ میں کس طرح تم کو یقین دلاؤں کہ اسلام کا ہر ایک حکم ناقابل تبدیل ہے خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ جو اس کو بدلتا ہے وہ اسلام کا دشمن ہے۔ وہ اسلام کی تبدیلی کی بنیاد رکھتاہے۔ کاش وہ پیدا نہ ہوتا۔ یورپ کے لئے تو اسلام کا قبول کرنا مقدر ہوچکاہے۔ہمارا فرض ہے کہ ہم دیکھیں کہ وہ ایسی صورت سے اسلام قبول کرے کہ اسلام ہی کو نہ بدل دے“

(اصحاب احمد جلد نہم مؤلفہ ملک صلاح الدین صفحہ 381)

حضرت مسیح موعودؑنے غیر قوموں کی نقّالی سے منع فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

”خبردار! تم غیرقوموں کو دیکھ کر اُن کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے ۔آؤہم بھی انہی کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اُس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتاہے۔ ان کا خدا کیا چیزہے صرف ایک عاجز انسان ۔ اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے ۔میں تمہیں دنیا کے کسب اورحرفت سے نہیں روکتا ۔مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا ہی کو سمجھ رکھاہے۔ چاہئے کہ تمہارے ہرکام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے۔“

(کشتی نوح ،روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 23)

احمدیت کا رنگ

خدا کے فضل سے عمومی طورپر احمدیوں کا ایک خاص رنگ ڈھنگ ہوتاہے جس سے ناواقف لوگ بھی ہمیں پہچان لیتے ہیں مثلاً چہروں پر ایک تقویٰ کا رنگ،شرافت، نمازوں کا فکر،قرآن سے محبت، ذکرالٰہی اور دعاؤں سے تر زبانیں، دیانتداری اور سچائی،باہمی محبت اور سادگی ، مہمان نوازی،خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں فراخدلی ، خلیفۂ وقت سے محبت اور اطاعت نظام وغیرہ۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو احمدیوں کو غیر احمدیوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ کثرت کے اعتبار سے کوئی دوسرا فرقہ ان باتوں میں خدا کے فضل سے احمدیوں کا ہم پلّہ نہیں۔ احمدی خواہ کسی رنگ ونسل یاقوم کے ہوں ،سب مخلصین اسی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔خداتعالیٰ نے مومنوں کو اس کی اپنی صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کی پیروی کرتے ہوئے مومن کہتے ہیں۔صِبۡغَۃَ اللّٰہِ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً وَّنَحۡنُ لَہٗ عٰبِدُوۡنَ (البقرۃ:139) اور کہو کہ ہم اللہ کا رنگ اختیار کرتے ہیں اور اللہ سے بہترکس کا رنگ ہے۔اور ہم اُسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔ (یعنی اُسی کی عاجزانہ اطاعت میں اس کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے والے ہیں)۔

حضرت مصلح موعودؓ تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”صِبْغَۃَ اللّٰہِ کے ایک یہ معنے ہیں کہ تم اللہ کا رنگ اختیار کرو۔ یعنی ہمیشہ صفات الٰہیہ کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو اور دیکھتے رہو کہ کیا تم صفات الٰہیہ کے مظہر بنے ہو یا نہیں بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کواسی غرض کے لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صفات الٰہیہ کا مظہر بنے۔ اور اس کی قابلیت خود اس نے انسانی فطرت کے اندر ودیعت کر دی ہے۔کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کی ربوبیت کا مظہر نہیں بن سکتا یا رحمانیت کا مظہر نہیں بن سکتا یارحیمیت کا مظہر نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں یہ تمام قابلیتیں رکھ دی ہیں اور اسی کی طرف رسول کریم ﷺ کی یہ حدیث بھی اشارہ کرتی ہے کہ ”خَلَقَ اللّٰہُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ“

(بخاری جلد 2 کتاب الاستیذان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیاہے۔......

پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں توجہ دلائی ہے کہ تم دنیا میں کسی نہ کسی کا رنگ اختیار کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور جب تم نے بہرحال کسی کا رنگ اختیار کرنا ہے توہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ تم اپنے دوستوں کا رنگ اختیار نہ کرو،تم اپنی بیوی بچوں کا رنگ اختیار نہ کرو بلکہ تم خدائے واحد کا رنگ اختیار کروکیونکہ اُس نے تم کوپیدا کیاہے اور اُس سے تعلق ہی تمہاری نجات کاموجب ہوسکتاہے۔وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً (البقرۃ:139) اور اللہ تعالیٰ سے بہتر اور خوبصورت رنگ تم پر اور کون چڑھا سکتاہے۔اس رنگ کے بعدتم بہروپے نہیں بنوگے بلکہ ایک حسین ترین وجود بن جاؤ گے ۔ جسے دیکھ کر دنیا کی آنکھیں خیرہ ہوجائیں گی اور وہ تمہیں اپنے مکالمات و مخاطبات سے مشرف کرے گا۔تم پراپنے اسرار کے راز کھولے گا اور تمہیں اپنے غیرمعمولی انعامات سے بہرہ ور فرمائے گا۔“

(تفسیر سورۃالبقرۃ آیت 139 ۔ تفسیر کبیر۔صفحہ 217-218)

اللہ تعالیٰ ہم سب احمدیوں کو اپنی صفات کے رنگ میں رنگین فرمائے۔ ہاں وہی رنگ جو کبھی انسان کاملؐ پر پورے جلال و جمال کے ساتھ چڑھا تھا اور پھر آپؐ کے غلام مسیح زمانؑ پر چڑھا۔ پھر آپؑ کے صحابہؓ اور مخلصین نے اُسے اپنی روحوں پر لیا اور ایسا ہوکہ ہمارے ماحول کا ہررنگ جو ہم پر چڑھا ہے خدایا ! تیرا رنگ ان سب پرغالب آجائے اورخلیفۂ وقت کی زبان میں اللہ تعالیٰ ایسا جذب اور اثر پیداکردے کہ ہمارے دل مقامی کلچروں کے رنگ سے دھل کر خدا اور اس کے رسولؐ کے رنگ میں رنگین ہوجائیں۔ اور اسلام واحمدیت کا یہ رنگ دنیا کے سب رنگوں کومات کردے ۔ آمین

قارئین الفضل دن کیسے گزارتے ہیں

مکرم انصر شہزاد باجوہ لکھتے ہیں۔

خاکسار نے مورخہ 6-اپریل کو جب آنمحترم کی جانب سے اداریہ ’’ آجکل دن کیسے گزارا جائے‘‘ کے نام سے پڑھا تو خاکسار نے اسی دن ٹائم ٹیبل مقرر کیا اوراس کے مطابق آج تک خاکسار مع اپنے اہل خانہ عمل پیرا ہے۔

اب میں اختصار کے ساتھ ٹائم ٹیبل بیان کرتا ہوں:

- ٹائم ٹیبل کے مطابق خاکسار مع اپنے تمام افراد خانہ کے صبح 4:00 بجے بیدار ہوتا ہے اورنماز تہجد ادا کرتا ہے ،اسی طرح دن کے دیگر اوقاتِ فراغت میں نوافل ادا کرتا ہے۔
- روزانہ نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد نصف نصف پارہ تلاوت قرآن کریم باترجمہ کی جاتی ہے۔
- تلاوت کے بعد خاکسار بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن مجید پڑھاتا ہے۔
- اس کے بعد روزانہ نصف گھنٹہ گھر میں ہی یا کبھی گھر سے منسلک خالی احاطہ میں ورزش/سیر کی جاتی ہے۔
- خاکسار روزانہ صبح 8 سے 10 بجے تک روحانی خزائن کا مطالعہ کرتا ہے اور نوٹس لیتا ہے۔
- 10 سے 1 بجے تک خاکسار دفتری کام/دیگر لازمی مطالعہ کرتاہے۔
- نماز ظہر اور ظہرانہ کے بعد ایک گھنٹہ اخبار روزنامہ الفضل لندن اور دیگر اخبارات کا مطالعہ کرتا ہے۔
- اس کے بعد قیلولہ کیا جاتا ہے۔
- نماز عصر کے بعد خاکسار کا گھر کے بعض کاموں اپنی والدہ محترمہ میں ہاتھ بٹاتا ہے۔
- نماز مغرب کے بعد نصف پارہ قرآن کریم مع ترجمہ تلاوت، اور اس کے بعد بچوں کو قاعدہ پڑھایا جاتا ہے۔
- نماز عشاء اور عشائیہ کے بعد MTA اور دیگر نیوز چینلز سے حالاتِ حاضرہ سے آگاہ رہنے کیلئے استفادہ کیا جاتا ہے۔
- روزانہ حضور انور اید ہ اللہ تعالیٰ بنصرۃ العزیز کی خدمت میں دعائیہ خط لکھا جاتا ہے۔
- اس کے بعد کچھ اضافی مطالعہ کیا جاتا ہے اور پھر ضروری کام وغیرہ کر کے 11:00 بجے لائٹس بند کر دی جاتی ہیں،اور دعا کے ذریعے نفسِ خود کو مالکِ حقیقی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

مکرم محمد اشرف کاہلوں لکھتے ہیں

غیر معمولی حالات و واقعات میں یقیناً معمولات زندگی متاثرہوتے ہیں۔کرونا کی وبائے ناگہانی نے حیات انسانی کو ہلا کے رکھ دیا ہے۔فکروعمل کے زاویے بدل دیئے ہیں۔ حسب معمول قیام نماز اورواجبی وظائف کا سلسلہ تو جاری وساری تھا ہی مگر ان ایام آفت میں یہ روبہ ترقی ہوگیا ہے۔یعنی یہ کہ نوافل میں اضافہ،تسبیحات، درود،استغفار اورلَاحَوۡلَ کا بکثرت ورد شب وروز ہے۔ایام وبا میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا بیان فرمودہ الہامی وظیفہ یاحفیظ یاعزیز یارفیق بھی ورد زبان ہے۔ گھریلو ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ یہ مشاغل بھی حصہ اوقات ہیں۔ کتب بینی اورروزنامہ الفضل لندن آن لائن کا باقاعدہ مطالعہ بھی روٹین میں ہے۔احباب کی خبرگیری کی جانب بھی توجہ رہتی ہے۔دعائیں بدستور وطیرہ شام و سحر ہے۔حفظان صحت کی ہدایات کی پابندی کا خیال ملحوظ خاطر رہتا ہے۔یہ سب تو ظاہری تدابیر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ پرہی ہمہ وقت نگاہ ہے۔

رَبَّنَا ارۡفَعۡ عَنَّا الۡبَلَاءَ وَالۡوَبَاءَ۔ آمین

مکرم انجینئر محمود مجیب اصغر لکھتے ہیں۔

جس شخص کو خدا تعالیٰ امامت اور خلافت کے لئے چن لیتا ہے اس کو روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ ماضی، حال اور مستقبل دیکھنے کے لئے روحانی آنکھیں عطا فرما دیتا ہے اس لئے اپنی کمزور استعدادوں اور محدود سمجھ کے مطابق جو ہدایات اور تدابیر خلیفۂ وقت کی طرف سے آرہی ہیں انہی کے مطابق اضطراب کے یہ ایام گزارنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ مقصد حیات حاصل ہوجائے یعنی خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق اور محبت سے مراد خالق اور مخلوق دونوں کی محبت ہے۔

فرض عبادت کے ساتھ نوافل، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی، درود و استغفار، صدقہ و خیرات، امام وقت اور اپنوں اور بیگانوں کے لئے دعائیں تلاوت قرآن کریم کے علاوہ آیات کو سمجھنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر، کتب اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے حقائق الفرقان اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر صغیر و کبیر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے مطبوعہ و غیر مطبوعہ نکات معرفت قرآن اور خلیفہ وقت کے خطبات کا مطالعہ اور سائنس اور ٹیکنالوجی پر دستیاب مضامین اور کتب کا مطالعہ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد پر عمل کہ ’’قلم کو روکنا نہیں چاہئے‘‘ پیش نظر رہتا ہے۔

ہمارا ایمان اور یقین ہے کہ موجودہ بلائیں اور آفات تو امام وقت کے وجود کی برکت اور توجہ اوردعا سے ہی دور ہونی ہیں۔ انشاء اللہ

اللہ تعالیٰ تمام احباب کو اپنے حفظ و آمان میں رکھے اور ہمیں حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

اطلاعات اعلانات

مکرم منیر مسعود لکھتے ہیں۔

میرا بڑا بیٹا عزیزم ڈاکٹر جہانزیب مسعود میشی گن کے شہر انار بر کے ایک ہسپتال میں فزیشن ہے اور آجکل کرونا مریضوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔کچھ روز قبل سے اس کو بخار ہے اور کپکپاہٹ ہو رہی ہے جو وبائی مرض کرونا کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ ٹیسٹ ہو رہے ہیں گھر ہرکورنٹین میں ہے۔ انسانیت کے ساتھ دینی خدمت کی بھی توفیق پا رہا ہے۔ احباب جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ دعا کریں مولیٰ کریم شافی مطلق اپنے خاص فضل و رحم سے اسے ہر تکلیف و پیچیدگی سے محفوظ رکھتے ہوئے شفاء کاملہ و عاجلہ عطاء فرمائے اور اپنے بچوں کے سر پر سلامت رہے۔ آمین

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات۔آراء۔تجاویز

- **مکرمہ وجیہہ رانا۔ جرمنی لکھتی ہیں۔**

میں ساؤتھ جرمنی سے ہوں اور واقفات نو کی بابرکت اسکیم سے میرا تعلق ہے۔ میں جب 8 سال کی تھی تو میری والدہ نے مجھے اردو پڑھنی سکھائی تھی تب سے مجھے اردو کے آرٹیکلز پڑھنے میں دلچسپی ہے۔ مورخہ 11 اپریل 2020ء کے اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی عمر کے حوالے سے جدید تحقیق پڑھی۔ اس طرح کی تحقیق مزید مختلف فیلڈز میں ہونے والی ہے روزنامہ الفضل لندن آن لائن بہت عظیم کام کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو اپنے حفظ وآمان میں رکھے اور اس روحانی مائدہ کو پیش کرنے پر جزا عطا فرمائے۔آمین

- **مکرمہ طاہرہ زرتشت۔ناروے لکھتی ہیں۔**

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھ ساری ٹیم کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے اور آپ کی مساعی میں محض اپنے فضل سے برکت رکھ دے اور قبول فرمائے ۔

اس وقت ساری دنیا جس آزمائش کی گھڑی سے گزر رہی ہے اس کا تصور بھی اس سے پہلے کسی آنکھ نے نہیں کیا ہوگا۔ اور نہ ہی اس کا گمان تک کسی کے دل سے گزرا ہوگا ۔ بلا شبہ یہ مشکل وقت ہے ۔

خاکسار ابھی ایک رپورٹ مکرم محترم سید محمد احمد کی پڑھ رہی ہے ۔ (جو ہم سب کو بے انتہا پیارے ہیں)

وہ ایمان افروز رپورٹ لف ہے ۔

اس رپورٹ کو پڑھتے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میں بھی وہیں موجود ہوں اور اس منظر کو دیکھ کر خاکسار اپنے جذبات پر قابو رکھنے میں ناکام رہی آنسو میرا دامن بھگونے لگے دل رنجیدہ ہے یہ آنسوغم کے ساتھ تشکر کے بھی آنسو ہیں ۔ اور دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھی پر ہے کہ اللہ کا کس قدر عظیم احسان ہے جس نے ہمیں خلافت سے نوازا ہے۔ اور کوئی ہے جو ہماری خبرگیری کرنے والا ہے اور صراطِ مستقیم کی طرف ہماری راہنمائی کرنے والا ہے۔

اللہ ہمارے جان سے پیارے امام کی حفاظت فرمائے اور ہر لمحہ نگہبان رہے۔ آپ ہمیشہ صحت سلامتی سے ہمارے سروں پر سایہ فگن رہیں۔ اور دشمنوں کو نیست و نابود کرے آمین ثم آمین

آج جس طرح ہمارے پیارے امام حضرت اقدس خلیفتہ المسیح الخامس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص اور کامل پیروی کرتے ہوئے جو احسن طریق اپنایا ہے اور جس طرح سے اولوالامر کی اطاعت کرتے ہوئے بہترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے ۔ اس کی مثال کہیں اور ہمیں دکھائی نہیں دیتی ۔ اس سے اسلام کی شان بلند ہوئی ہے ۔ آپ نے اپنے عملی نمونے سے دنیا کو بتایا ہے کہ اسلام واقعی امن اور محبت و اخوت کی تعلیم دیتا ہے ۔

ہمارے پیارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاءِ کرام کی تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ افرادِ جماعت ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں ۔ اور ہر شخص اپنے دائرہِ اختیار میں خدمتِ انسانیت کے لئے ہمہ وقت چاک و چوبند اور تیار ہے ۔ خلافت کے ایک اشارے پر جان و مال سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتا ہے ۔ یہی اعجاز ہے جو جماعتِ احمدیہ کو سب سے منفرد کرتا ہے۔ بھائی محمد احمد نے اپنی رپورٹ میں نہایت سادگی سے جس حسین منظر کو محفوظ کیا ہے۔ وہ بھی تاریخ کا ایک ناقابلِ فراموش باب ہے۔ اور اس سے اطاعت و وفا کی ایک سچی کہانی رقم کی ہے کہ کس طرح وفا کے پتلے ہر قدم پر اور ہر قسم کے حالات میں اپنے اپنے فرائض نہایت ذمہ داری اور جاں فشانی سے انجام دیتے ہیں۔ اور کوئی چیز اس راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی ۔

اللہ تعالیٰ ان وفا کے پتلوں کو اپنے ایمان و ایقان میں بڑھاتا چلا جائے ۔ اور باہمی اخوت و محبت میں بے انتہاء برکت ڈالے ۔ ان کا ہر قدم پر نگہبان رہے اوردونوں جہانوں میں اپنے فضلوں کا وارث بنائے ۔ آمین ثم آمین

ترصد عنایت مہر۔ہالینڈ

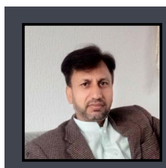

کرونا اور استغفار

آج کل کرونا وائرس کی وجہ سے پوری دنیا بے چینی اور گھبراہٹ کا شکار ہے ۔ حیات قدسی جو کہ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوانح حیات پر مشتمل کتاب ہے، اس کے صفحہ 45 پر ایک واقعہ درج ہے۔

آپؓ صاحبِ رؤیا اور کشوف تھے صفحہ 45 پر آپ کا ایک کشف درج ہے جو ایک وبائی بیماری کے متعلق آپ کو دکھایا گیا ہے۔جس میں وہ وبائی جراثیم خود خواب میں آ کر آپ کو یہ کہتے ہیں کہ جو شخص بھی استغفار اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ پڑھے اس کو ہم کچھ نہیں کہتے وہ واقعہ کچھ اس طرح ہے ۔آپؓ لکھتے ہیں کہ

"گجرات شہر کے قیام کے بعد ایک دفعہ ضلع گوجرانوالہ میں جبکہ میں اپنے سسرال موضع پیر کوٹ میں تھا میری بیوی کے بھائی میاں عبداللہ خان کو ایک طاعون والے گاؤں میں سے گزرنے سے طاعون ہو گئی۔ جب غیر احمدی لوگوں کو معلوم ہوا تو کہنے لگے مرزائی تو کہا کرتے ہیں کہ طاعون کا عذاب مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اب بتائیں کہ پہلے ان کے ہی گھر میں طاعون کیوں پھوٹ پڑی ؟میں نے جب ان کی ہنسی اور تمسخر کو دیکھا اور شماتت اعداء کا خیال کیا تو بہت دعا کی چنانچہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکان کے صحن میں طاعون کے جراثیم بھرے پڑے ہیں مگر ان کی شکل گجرات والے جراثیم سے مختلف ہے یعنی ان کا رنگ بھورا اور شکل دو نقطوں کی طرح ہے اس وقت مجھے گجرات والے جراثیم کی بات یاد آ گئی کہ جو شخص استغفار کرے ہم اسے کچھ نہیں کہتے چنانچہ میں نے ان کے سامنے بھی استغفار پڑھنا شروع کر دیا۔اس پر یہ جراثیم مجھے کہنے لگے کہ ہماری قسم بہت سخت ہے اس لئے ہم سے استغفار کرنے والے بھی نہیں بچ سکتے تب میں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ پھر آپ سے بچنے کی کیا صورت ہے تو انہوں نے کہا ہمیں حکم ہے کہ جو شخص لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھے اسے ہم کچھ نہ کہیں اس خواب سے بیدار ہو کر صبح میں نے تمام رشتہ داروں اور دیگر احمدیوں کو یہ خواب سنایا اور لَاحَوْلَ پڑھنے کی تلقین کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے میاں عبداللہ خان صاحب کو بھی شفا دی اور دوسرے احمدیوں کو بھی محفوظ رکھا مگر غیراحمدیوں میں کثیرالتعداد لوگ اس عذاب شدید کا شکار ہو گئے۔"

اب دیکھیں جراثیم خود آ کر کہہ رہے ہیں کہ استغفار اور لَاحَوْلَ سے ہم کچھ نہیں کہتے اصل میں اس کشف کی تائید قرآن کی آیت سے بھی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سورۃ الانفال آیت 34 میں فرماتا ہے کہ ترجمہ:اور نہ اللہ ان کو ایسی حالت میں عذاب دے سکتا تھا جبکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔

اب استغفار ہے کیا چیز؟ استغفار کرتے ہوئے کون سے معنی ذہن میں ہونے چاہئے۔ تو یاد رہے کہ استغفار کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں بیان فرمائی ہے کہ

"استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غفر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مستغفر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنی اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے ۔"

(حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اپنی تحریروں کی رو سے جلد دوئم صفحہ 687،688)

اس لحاظ سے اس کے دو معنی مدنظر ہوں گے ایک یہ کہ اے اللہ ! جوگناہ، غلطی کوتاہی ہم سے سرزد ہوچکی ہے اس کے بداثرات کو دبا دے، ڈھانک دے اور دوسرے اے خدا بشر ہونے کے ناطے جو کمزوریاں اور جو سستیاں ہم سے ہو سکتی ہیں ان کو بھی دبا دےاور ڈھانک دے، وہ کبھی نکلنے نہ پائیں۔ یہ ہے استغفار کی حقیقت اس طرح استغفار کرنا چاہئے نہ کہ جنتر منتر کی طرح منہ سے اَسْتَغْفِرُاللّٰہ اَسْتَغْفِرُاللّٰہ کہہ دیا جو لوگ استغفار کی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے استغفار کرتے ہیں اور جو معنی اوپر پیش کئے گئے ان کو سامنے رکھتے ہیں اور ایسی توبہ اور استغفار کرتے ہیں ان کے متعلق خدا کیا کہتا ہے وہ بھی سن لیجئے اللہ تعالیٰ سورہ بقرہ آیت 223 میں فرماتا ہے

ترجمہ:اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اب سوچنے کا مقام ہے کہ جن سے محبت ہو کیا انہیں عذاب دیا جاتا ہے؟ نہیں بالکل نہیں بلکہ وہ خدا کے محبوب ہوتے ہیں۔ تو ہمیں بس خدا کا محبوب بننے کی ضرورت ہے صرف اپنے آنسو اس انداز سے خدا کے حضور بہائیں کہ اےاللہ! ہمیں اپنا محبوب بنا دے ہم سے جو سستی ،جو گناہ ہو چکے ہیں ان کے بد اثرات سے ہم کو بچا لے اور آئندہ جو کمزوریاں ،جو سستیاں ایک بشر ہونے کے ناطے ہم سے ہو سکتی ہیں ان کا ظہور نہ ہونے پائے اور پھر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ پر دل سے یقین ہوکہ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے ہم تو ایک بے بس عاجز انسان ہیں کوئی چیز کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتی جب تک خدا اس میں برکت نہ ڈالے کیونکہ سارا اختیار ساری قوت خدا کے پاس ہے پھر یہ ساری التجائیں دعائیں صرف لفاظی نہ ہو بلکہ اتنے درد سے خدا سے خدا کو مانگیں کہ آپ کے آنسو بھی ان دعاؤں میں شامل ہوجائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

" کوئی دن ایسا نہ ہو جس دن تم نے خدا تعالیٰ کے حضور رو کر دعا نہ کی ہو" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 195)

یقین مانیں یہ آنسو ہی اصل میں سچی خوشی اور حقیقی سکون دیتے ہیں۔ جس سے دل مطمئن ہو جاتا ہے خدا کی طرف سے ایک سکینت اُترتی ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ وہ آنسو صرف خدا کے لئے ہوں خدا کی محبت پانے کے لئے ہوں اس کے قریب ہونے کے لئے ہوں اس کی جدائی میں ہوں۔ یاد رکھیں یہ استغفار کوئی معمولی چیز نہیں ہے بعض لوگ اپنی کم علمی یا نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ استغفار تو گنہگاروں کے لئے ہے۔ ایسی سوچ بالکل غلط ہے استغفار کرنا تو پیغمبروں کا شیوہ رہا ہے آنحضرت ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ آپ دن میں 70سے بھی زائد مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے "حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے کہ ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے بعض دفعہ میں 70سے بھی زائد مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔"

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب استغفار النبی فی الیوم واللیۃ حدیث 6307)

حالانکہ آپﷺ تو معصوم تھے اور خاتم الانبیاء تھے۔

تو جب نبیوں کا سردار نبی دن میں 70 سے بھی زائد دفعہ استغفار کرتا ہے ۔ آپ ﷺ کو اتنی شدت سے استغفار کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی تھی تو پھر ہمارے لئے مسلسل استغفار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا کتنا ضروری ہو گا۔ 70سے مراد کثرت بھی ہے یعنی کثرت سے نبیوں کا استغفار جو میں نے دوسرے معنی بتائے تھے ان میں آتا ہے نبیوں کوسب سے زیادہ معرفت کا جام دیا جاتا ہے وہ سب سے زیادہ عاجز ہوتے ہیں لہٰذا جانتے ہیں کہ انسان بشر ہے بھول چوک اس کا خاصہ ہے۔ خدا کے فضل سے ہی انسانی کمزوریاں بشری آلائشیں دب سکتی ہیں۔ اسی لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر سجدہ گاہوں کو تَر کر دیتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنے فضل سے بچائے رکھنا۔ پھراپنی پیدائش کے مقصد کو پا لیتے ہیں اور نفس مطمئنہ کو حاصل کر لیتے ہیں یہی نفس مطمئنہ ہم سب کو حاصل کرنا چاہئے۔ ہماری ساری تگ و دو ہمارے مجاہدے، ہماری سعی، ہمارا رونا ،ہمارا چلانا خدا کے حضور اسی مقصد کے لئے ہو تڑپ تڑپ کر یہیں دعائیں ہوں کہ اے اللہ! نفس مطمئنہ دے دے کیونکہ اسی نفس کے متعلق قرآن پاک میں بشارت ہے۔ سورہ الفجر آیت 28تا31 میں خدا فرماتا ہے:

ترجمہ:اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو اسے پسند کرنے والا بھی ہے اور اس کا پسندیدہ بھی پھر تیرا رب تجھے کہتا ہے کہ آ میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور آ میری جنت میں بھی داخل ہو جا ۔

تو اگر یہ کرونا وائرس ہم میں تبدیلی پیدا کرجائے ،ہمیں خدا کے قریب کرجائے ہمیں نفس مطمئنہ میں داخل کرجائے جوانسانیت اس وبائی بیماری سے مررہی ہے۔ اس کا تصورکر کے اگر ہماری سجدہ گاہیں تر ہو جائیں تو پھر یہ عذاب نہیں رہا بلکہ خدا کی رحمت بن گیا جس نے آپ کو خدا کے قریب کر دیا۔ جو تاریکی جو راتیں انسان کو خدا کے قریب کر دیں خدا کا فضل کھینچ لائیں وہ ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہوجاتی ہیں اسی طرف سورہ القدر میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور ہم سب کو اپنا قرب دے اور اس وبائی بیماری سے اپنی حفظ و ایمان میں رکھے۔آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

صائمہ نورین

مکرمہ مسرت ماجد میری پیاری امی

اہلیہ مکرم شیخ عبدالماجد کاتب

ہر انسان کے لئے اس کا انمول اور بیش قیمت خزانہ اس کے والدین ہوتے ہیں خصوصاً اس کی ماں جس کی محبت بے لوث ہوتی ہے جس کی وفا میں شک نہیں کیا جاسکتا جو لامتناہی دعاؤں کا خزانہ اور اولاد کی ہر بات کو دل کے نہاں خانوں میں گہرے سمندر کی طرح چھپائے رکھتی ہے۔ اور اگر یہ انمول ہستی ہمیشہ کے لئے جُدا ہوجائے تو اولاد کے لئے ایک گہرا خلاچھوڑ جاتی ہے وہ کوئی بھی رشتہ پُر نہیں کرسکتا۔

میری پیاری امی جان بھی ہر اولاد کی طرح میرے لئے بیش قیمت تھیں جو 21مئی 2019ءبمطابق 15رمضان المبارک کی صبح سحری کے وقت ہمیں ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر خالق حقیقی سے جاملیں۔اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیہِ رَاجِعُون۔

ان کی دُعائیں، ان کی باتیں اور ان کی یادیں میرے ساتھ ہیں اور ہمیشہ ساتھ رہیں گی۔

میری والدہ کی زندگی میرے لئے ایک مثالی زندگی تھی جس پر کوئی بھی اولاد فخر کرسکتی ہے۔ اُن کی زندگی کے ہر پہلو کو میں نے اپنی پیدائش سے لے کر اُن کی وفات تک جیسے دیکھا اور اُن کی وفات کے بعد اُن کے ملنے والوں سے اُن کی خوبیوں کا جو تذکرہ سُنا اُس میں سے چند باتیں اور یادیں تحریر میں لارہی ہوں ۔

پیاری امی جان نے بہت بہادری ، ہمت اور بشاشت سے اپنی زندگی عائلی ذمہ داریاں اور اپنے سُپرد کئے جانے والی جماعتی ذمہ داریوں کے درمیان کمال خوبی سے توازن قائم رکھتے ہوئے گزاری ۔ دارالنصر غربی اقبال نمبر1میں دو تین سال بطور سیکرٹری تحریک جدید اور پھر دارالنصر غربی منعم میں شفٹ ہونے کے بعد بطور سیکرٹری وقف جدید تقریباًسترہ سے اٹھارہ سال بہت ذمہ داری اور جانفشانی سے کام کیا ۔ دین کو دُنیا پر مقدم کرنا کیا ہوتا ہے یہ میں نے اُن سے سیکھا۔ خلیفۂ وقت جب بھی جنوری میں وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتے آپ اعلان کے فوراً بعد اپنا تمام چندہ وعدہ کے مطابق ادا کرتیں اور پھر دعا کرتے ہوئےمحلّہ میں وعدہ جات اور وصولیوں کے لئے کمر ہمت کس کر نکل کھڑی ہوتیں کبھی سُستی دکھائی نہ کوتاہی کی کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے بعد میں چلی جاؤں گی ہمیشہ مرکز کی طرف سے وعدہ جات کی فہرستوں کے لئے دیئے جانے والے وقت سے قبل ازوقت بھجوانے کی کوشش کی۔ اسی طرح وصولیوں کے لئے بھی بھرپور کوشش کرتیں گھر گھر جاکر لجنہ کو بہت پیار سے قائل کرتیں جو پہلے شامل نہ ہوتے انہیں اس کی اہمیت سمجھا کر شامل ہونے کی تلقین کرتیں۔ آغاز میں چند روپوں سے شامل ہونے کی ترغیب دلا کر پھر آہستہ آہستہ اس نیکی کی عادت کو جاری رکھنے بلکہ اس میں آگے بڑھنے کی ہمت بندھاتیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک سے ایسا تعلق قائم کرتیں کہ لجنہ ان سے اپنی گھریلو پریشانیاں اور مسائل بے خوف بیان کرتیں اور اُمی جان اُن کی ہمت بندھاتیں اور مناسب مشورے دیتیں کہ کس رنگ میں اس مسئلہ سے نپٹیں اور کسی دوسرے سے کبھی اُن کے مسائل یا پریشانیوں تذکرہ نہ کرتیں۔ جب محلہ میں وعدہ جات و وصولیوں کے لئے نکلتیں اپنے کھانے پینے کی بھی پرواہ نہ کرتیں جب کھانے کا وقت دوپہر تین بجے سے بھی اوپر ہوجاتا تو میں اکثر انہیں فون کرکے یاد دلاتی کہ امی آپ آئی نہیں تو ہنس کر کہتیں فکر نہ کرو آجاؤں گی اور پھر چار بجے کے قریب آکر کہتیں پہلے نماز عصر ادا کرلوں پھر کھانا کھاؤں گی۔کھانے کے بعد بقایا کام کی تکمیل کے لئے نکل جاتیں اور جب تک کام مکمل نہ ہوجاتا یہی معمول رہتا۔

ہماری والدہ نے اولاد کی پرورش تعلیم وتربیت اور اُن کی ہر ضرورت کو احسن طور سے پورا کرنے کے لئے والد صاحب (جو کہ کتابت کے شعبہ سے منسلک تھے) کے شانہ بشانہ رہیں گھریلو اخراجات کی تکمیل کے لئے نٹنگ کا کام سیکھا اور پھر ایک لمبا عرصہ گھر میں آرڈر پر نٹنگ کا کام کیا نٹنگ مشین پر سویٹر وغیرہ بُنتی رہیں ۔اولاد کی تعلیم وتربیت اورپھر شادیوں کے معاملات احسن طریق سے ادا کئے ۔ ان سب ذمہ داریوں میں کبھی جماعتی کاموں میں تساہل نہ برتا اور بلکہ بچوں کی شادیوں کی مصروفیات میں بھی جماعتی کاموں کے سلسلہ میں اپنی ہرذمہ داری کو قبل ازوقت پورا کیا۔ مجھے یاد ہے جنوری 2003ء کے آخر میں میرے دو بھائیوں کی شادیاں تھیں اور اگلے ماہ ایک بہن کی شادی طے پائی تھی چونکہ جنوری سے وقف جدید کے سال کا آغاز ہوتا ہے اور وعدہ جات فارم ولسٹوں کی تکمیل کرکے مرکز جمع کروانے ہوتے ہیں امی جان نے دن رات محنت کرکے جنوری کی دس بارہ تاریخ تک وعدہ جات فارم اور فہرست وغیرہ مکمل کرکے جمع کروادیں تاکہ شادی کی مصروفیات میں ان کاموں سے کوتاہی نہ ہو۔

نماز اور قرآن سے عشق تھا

کوشش کرتیں کہ کبھی کوئی نماز قضاء نہ ہو نماز تہجد کی عادی تھیں تین سال قبل امی جان شدیدبیمار ہوئیں بیماری کے باعث جماعتی کاموں کو چھوڑنا پڑا لیکن تادم آخر اس چیز کی خلش رہی کہ میں جماعتی کام نہیں کرپارہی۔ وفات سے کچھ عرصہ قبل جب ان کو دن میں دو تین بار شدید بخار جو کہ 103اور 104تک ہوتا تھا اپنی نمازوں کی ادائیگی اور تلاوت قرآن کریم کا معمول جاری رہا ۔ ان کی اپنے معمول کے مطابق روزانہ ہرصورت میں تلاوت قرآن کرنے کے مشاہدہ کا ذکر میرے شوہر اکثر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ

''ان کی شدید بیماری میں ایک جمعہ کے روز مجھے انہوں نے کسی کام سے بُلایا صبح دس بجے کے قریب جب میں ان سے ملنے گیا تو پسینے میں شرابور تھیں پسینا ماتھے سے قطروں کی صورت ٹپک رہا تھا اور آپ تلاوت قرآن کرم میں مشغول تھیں میں نے کہا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں بعد میں کسی وقت تلاوت کرلیتیں کہنے لگیں پیناڈول کی دو گولیاں کھا لی تھیں اب تو بخار اُتررہا ہے روزانہ کی تلاوت جو میں نے کرنا ہوتی ہے اگر رہ گئی تو پھر نہ جانے اُس روز اُسے مکمل کرسکوں یا نہ۔''

جب ڈاکٹرز نے اُن کی تیزی سے کمزور ہوتی نظر کے باعث تجویز کیا کہ آپ آپریشن کروالیں لیکن اُس صورت میں بھی انہوں نے بہتری کی زیادہ اُمید نہ دلائی تو بار بار دعاکے لئے کہتیں اور خود بھی ہروقت دعا کرتیں کہ اے خدایا! مجھے اندھا نہ کرنا میں جب تک روزانہ کچھ حصہ قرآن کریم کی تلاوت کا تفسیر صغیر سے ترجمہ کے ساتھ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا۔

میری والدہ انتہائی بہادر خاتون تھیں بڑی سے بڑی تکلیف اور پریشانی کو اپنے معمولات پر حاوی نہ ہونے دیتیں نہ اس کا اظہار ان کے چہرے سے ہوتا۔ اپنے دُکھ اور تکالیف چھپا کر لوگوں سے ملتیں اگر کوئی اپنا کوئی مسئلہ بیان کرتا تو سُن کر حوصلہ دیتیں کسی بھی دُکھ اور پریشانی میں دعا میں لگ جاتیں۔

والدہ کو ربوہ سے عشق تھا۔ کئی بار بھائی نے جو لاہور رہائش پذیر ہیں اپنے پاس آکر رہنے کا کہا لیکن آپ نے ہر بار کہا ربوہ سے جانے کو دل نہیں کرتا ربوہ سے باہر جاکر رہنا میرے لئے انتہائی دشوار ہے۔ جس صبح انہیں بھائی نے لاہور چیک اپ کے لئے لے کر جانا تھا باوجود طبیعت سخت خراب ہونے کے اور ساری رات جاگنے کے صبح حسب معمول نماز پڑھی اور کچھ دیر تلاوت کی پھر میرے دوسرے بھائی کو جو ان کے پاس تھا کہا میں لاہور جا تو رہی ہوں لیکن واپس نہیں آؤں گی یہ سُن کر بھائی رونے لگے تو انہیں کہا رو مت اور نہ ہی یہ بات بہنوں کو بتانا اُنہیں تکلیف ہوگی ۔ ان کی یہ بات سچ ثابت ہوئی اور لاہور سے ہم ان کا جنازہ لے کر ہی ربوہ آئے۔

سابقہ صدرصاحبہ لجنہ حلقہ دارالنصرمنعم ان کے کام کے طریق ، ان کی صلاحیتوں اور ہر ایک سے مُسکرا کر ملنے کو بہت پسند کرتیں تھیں۔ان کے کام کرنے کے انداز کو دفترمقامی لجنہ میں بھی سراہا جاتا رہا کئی بار اُنہیں انعامات اور اسناد خوشنودی سے نوازا گیا ۔ ایک بار سیکرٹری صاحبہ وقف جدید ربوہ نے لجنہ ہال میں محترمہ حضرت سیدہ آپا طاہرہ جان کی موجودگی میں اسٹیج پر بُلا کر ربوہ کی دیگر سیکرٹریان وقف جدید کو اپنے کام کرنے کے طریق سے آگاہ کرنے کا کہا ۔ انہوں نے بتایا کہ

میرا طریق تو یہ ہے کہ جو زیادہ چندہ نہیں دیتے یا دے سکتے میں اُن پر چندہ بڑھانے کے لئے زور نہیں دیتی بلکہ انہیں خوشدلی سے ماہ بہ ماہ تھوڑی سی رقم ہی دینے کے لئے قائل کرتی ہوں ان سے ان کے مسائل کے بارہ میں گفتگو کرتی ہوں اگر کوئی سخت بات کہے بھی تو سُن کر مسکرا دیتی ہوں جب آپ ان کے ساتھ ہمدردی اور خوش اخلاقی سے پیش آئیں گے تو پھر غیر بھی اپنے بن جاتے ہیں۔ گویا خوش خُلقی اس کام کے ساتھ امی جان کا ایک خاص وصف رہا۔

میں ان کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی ہوں ان کی ساری تکالیف اور اُس پر ان کا حوصلہ اور برداشت اپنی آنکھوں سے دیکھی انسان کے سامنے اس کی ماں تکلیف کی آخری حد میں بھی تو انسان خدا کی مرضی کے آگے بے بس ہے۔ آپ نے ہمیں ہمیشہ صبر اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی تلقین کی ۔ اپنے صبر ورضا اور برداشت سے ہمارے لئے ایک مثال قائم کردی ۔

آپ بفضل تعالیٰ موصیہ تھیں مسجد مبارک میں نماز عصر کے بعد مکرم ومحترم سید خالد احمد شاہ ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور نئے بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین ہوئی بعد میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درخواست پر نمازجنازہ غائب پڑھائی ۔

قارئین کرام! یہ تو میری پیاری امی کی زندگی کے چند پہلو ہیں ورنہ یادوں کے اتنے اوراق ہیں کہ اگر لکھنے بیٹھوں تو شمار ممکن نہیں اور

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری والدہ کو اپنی رحمتوں کی چادر میں ڈھانپ لے انہیں کروٹ کروٹ سکون دے جنت الفردوس کا وارث بنائے اور ان کی اولاد کو ان کی خوبیاں اپنانے کی توفیق دے۔

طلوع و غروب آفتاب

18۔اپریل2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:42	18:41
مدینہ منورہ		04:38	18:45
قادیان		04:30	18:59
ربوہ		04:11	06:41
اسلام آباد ٹلفورڈ	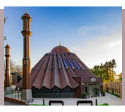	03:50	20:04